صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

سے

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا اَخذِ فیض

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 042-7237695

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org
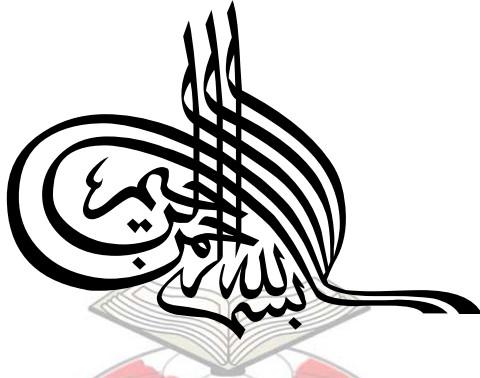
مَـوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُـحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نام کتاب	:	صحابہ کرام اور اَئمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ کا اَخذِ فیض
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تخریج	:	حافظ فرحان ثنائی
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	ستمبر 2008ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/110 روپے

ISBN 978-969-32-0829-0

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۶۱۸۰/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرس

صفحہ	عنوانات

صفحہ	عنوانات

پیش لفظ

امام اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار تاریخِ انسانیت کے ان عظیم لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے فکر و تدبیر اور علم و تحقیق سے رہتی دنیا تک گہرے اثرات مرتب کیے۔ بالخصوص اسلامی تاریخ کے آسمانِ علم پر جتنے ستارے جگمگاتے نظر آتے ہیں ان میں بھی آپ کو اللہ رب العزت نے بے پناہ عزت، شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی۔ دوسری صدی ہجری کے آغاز سے لے کر آج تک کم و بیش چودہ سو سال کا دورانیہ گواہ ہے کہ ہر دور کے علماء، ہر مسلک کے مجتہدین اور ہر علاقے کے فقہاء نے بلا تمیزِ مسلک و مذہب، زبان و رنگ آپ کے اصولی اِجتہادات اور قوانین وضوابط سے روشنی کشید کرتے ہوئے زندگی کا سفر آگے بڑھایا۔ آپ نے ہم عصر علماء کی طرح قرآن و حدیث کے متن کو صرف یاد ہی نہیں کیا بلکہ اس میں کارفرما حکمت و بصیرت تک گہری رسائی کے حصول کو اپنے علم و تدبر کا حصہ بنایا۔ آپ کا عہد جہاں اسلامی فتوحات کا سنہری دور تھا وہاں اسلامی علوم بالخصوص حدیثِ نبوی ﷺ اور تفسیر کی تدوین بھی ہو رہی تھی۔ ایک طرف نئے نئے علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہو رہے تھے اور دوسری طرف نئے نئے مسائلِ حیات جنم لے رہے تھے۔ اِسلامی تہذیب و ثقافت کے اَثرات حجازِ مقدس سے نکل کر بلادِ شام، عراق، مصر، الجزائر، ایران اور بلادِ ہند سے ہوتے ہوئے یورپ، چین، افریقہ اور بلادِ مشرق بعید کی سرحدوں پر دستک دے رہے تھے۔ وہ انقلابِ اسلامی جس کی بنیاد تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود رکھی تھی اور جس کی آب یاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے اپنے مقدس خون سے فرمائی تھی آج تین براعظموں کو اپنے دامنِ رحمت میں سمیٹ چکا تھا۔

اِسلامی ریاست کی سرحدوں میں اِس برق رفتار وسعت کا تقاضا تھا کہ مسلم اسکالرز ہر علاقے اور ہر محل وقوع کے لیے وہاں کے حسبِ حال روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات کا مناسب اور قابلِ عمل حل بھی پیش کریں۔ چنانچہ اِس علمی و اِجتہادی ضرورت کی تکمیل کے لیے قدرت نے امام اعظم ابو حنیفہ اور اُن کے رفقاے کار کا انتخاب کیا۔ اِمام صاحب نے خداداد ذہانت، فقہی بصیرت اور دینی حکمت کو بروئے کار لاتے ہوئے تاریخِ اِسلام میں پہلی بار باقاعدہ شرعی قانون

سازی کے لیے اپنی نگرانی میں اپنے تلامذہ پر مشتمل اَعلیٰ سطحی تحقیقی ادارہ قائم کیا جس میں اِمام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر جیسے بالغہ ہائے روزگار موجود تھے۔ امام صاحب کی یہ اجتہادی اور فقہی خدمات اس قدر شاندار اور بے مثل تھیں کہ پوری اسلامی دنیا کے علماء، فقہاء اور محدّثین اَطراف و اَکناف سے چل کر آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ چنانچہ بعد میں آنے والے صحاح ستہ کے مؤلفین ہوں یا امام شافعی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر مجتہد، سب اسی چشمہ صافی کے فیض یافتہ نظر آتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو اتنی بڑی علمی خدمت سرانجام دینے کی صلاحیت سے کیسے نوازا گیا؟ یقیناً اس سعادت میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضور ختمی مرتبت علیہ الصلاۃ والسلام کی نظرِ کرم حاصل تھی۔ مگر آپ نے طویل اور مسلسل محنت و ریاضت سے خلفاے راشدین، اُمہات المؤمنین اور بالخصوص اَئمہ اَہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی علمی فیض بھی حاصل کیا۔ ان سے روایات لیں اور ان مشائخ کے سامنے زانوے تلمذ طے کیے جن کے پاس تفسیر، حدیث اور فقہ سے متعلق کوئی بھی معرفت موجود تھی۔ امام صاحب چونکہ خود تابعی ہیں اس لیے خوش قسمتی سے انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کا صاف ستھرا اور خالص دینی روحانی جذبوں سے معمور زمانہ نصیب ہوا۔

زیرِ نظر کتابچہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد علمی اور تحقیقی کاوش ہے جس کا سہرا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کے تحقیقی ذوق کے سر ہے۔ جنہوں نے امام صاحب کی نسبت وعقیدت کا حق کماحقہٗ ادا کیا اور دو جلدوں پر مشتمل حدیث میں آپ کے مقام و مرتبے کو اجاگر کرنے کے لیے عظیم علمی و تحقیقی شاہکار کتاب ''امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: امام الائمہ فی الحدیث'' مرتب فرمائی۔ یہ کتابچہ اس ضخیم کتاب کا ایک حصہ ہے جسے افادۂ عام کے لئے علیحدہ بھی طبع کیا جا رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین میں محترم حافظ فرحان ثنائی نے آپ کی معاونت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تصنیف لطیف کو عوام وخواص کے لیے مستفیض فرمائے۔

ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
ڈائریکٹر رِیسرچ
فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ
۱۴ رمضان المبارک، ۱۴۲۹ھ

باب اوّل

اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ اَکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم الحدیث کے وارث ہیں

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جن طرق کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علمِ حدیث حاصل کیا اِسے خطیب بغدادیؒ، صیمری اور دیگر ائمہ نے آپ ہی کی زبانی روایت کیا ہے۔ امامِ اعظمؒ نے فرمایا:

دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين، فقال لي: يا أبا حنيفة! عمّن أخذت العلم؟ قال: قلت: عن حمّاد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب، و علي بن أبی طالب، وعبد الله بن مسعود، وعبد الله بن عباس. قال: فقال أبوجعفر: بخ بخ استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة! الطيّبين الطاهرين المباركين صلوات الله عليهم.(۱)

''میں امیر المؤمنین ابو جعفر منصور کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: ابو حنیفہ! آپ نے علم الحدیث کس سے حاصل کیا؟ میں نے کہا: میں نے بواسطۂ حماد (بن ابی سلیمان)، ابراہیم (بن یزید نخعی) کے طریق سے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ابو جعفر منصور نے کہا: بہت خوب! بہت خوب! ابو حنیفہ! آپ نے ان طیب، پاکیزہ اور مبارک ہستیوں صلوات اللہ علیہم سے حسبِ خواہش علمی ثقاہت اور پختگی و مضبوطی

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۳۴

۲۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۵۷

۳۔ نووی، تهذیب الأسماء واللغات، ۲: ۲۱۸

حاصل کر لی ہے۔‘‘

اس روایت میں امامِ اعظم نے اکابر تابعین اور جلیل القدر صحابہ کرام ﷺ تک علم الحدیث میں اپنی متصل سند بیان فرمائی ہے۔ زیرِنظر باب میں ہم اسی اسلوب پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امامِ اعظم کا اپنے شیوخ سے نسبتِ تلمذ معتبر ائمہ حدیث کی کتب کے حوالوں سے بیان کریں گے۔ آپ کا علمی تعلق خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور مولا علی المرتضیٰ ﷺ سمیت دیگر اکابر صحابہ کرام سے کیا ہے؟ اس کی بھی وضاحت کریں گے۔

ا۔ امامِ اَعظم کی خلفائے راشدین ﷺ تک اَسانیدِ حدیث

امامِ اعظم ابو حنیفہ ﷺ کو براہِ راست بعض صحابہ کرام ﷺ کی زیارت سے مستفید ہونے اور ان سے روایتِ حدیث کرنے کی بناء پر تابعیت کا شرف حاصل ہے جس کو ہم امام ابو حنیفہ ﷺ: امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل) میں مبسوط دلائل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں، اس بحث کو اُسی کتاب میں دیکھا جائے۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے اکابر شیوخ تابعین کے توسط سے بھی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام ﷺ سے اخذِ حدیث اور اکتسابِ علم کیا ہے۔ سطورِ ذیل میں سب سے پہلے خلفائے راشدین سے ترتیب وار آپ کے اخذِ حدیث کے طرق کو بیان کیا جائے گا۔

(ا) امامِ اَعظم کی سیدنا ابوبکر صدیقؓ تک علم الحدیث کی دو مختلف اسناد

امامِ اعظم ابو حنیفہ علم الحدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے وارث ہیں۔ وہ یوں کہ امام صاحب علم الحدیث میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے پوتے حضرت قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر اور امام میمونؒ بن مہران کے شاگرد ہیں، انہی کے طرق سے آپ علم الحدیث میں حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے وارث بنتے ہیں۔ دونوں حضرات کے ذریعے خلیفہ اوّل تک سندِ حدیث ذیل کے نقشے میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے:

خلیفۂ اوّل تک امامِ اعظم کے طرقِ حدیث کا نقشہ

۱۔ الإمام أبوحنيفة عن قاسم بن محمد بن أبي بكر عن أم المؤمنين عائشة الصديقة عن أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہم

۲۔ الإمام أبوحنيفة عن ميمون بن مهران عن عبدالرحمن بن أبي‌بكر عن أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہم
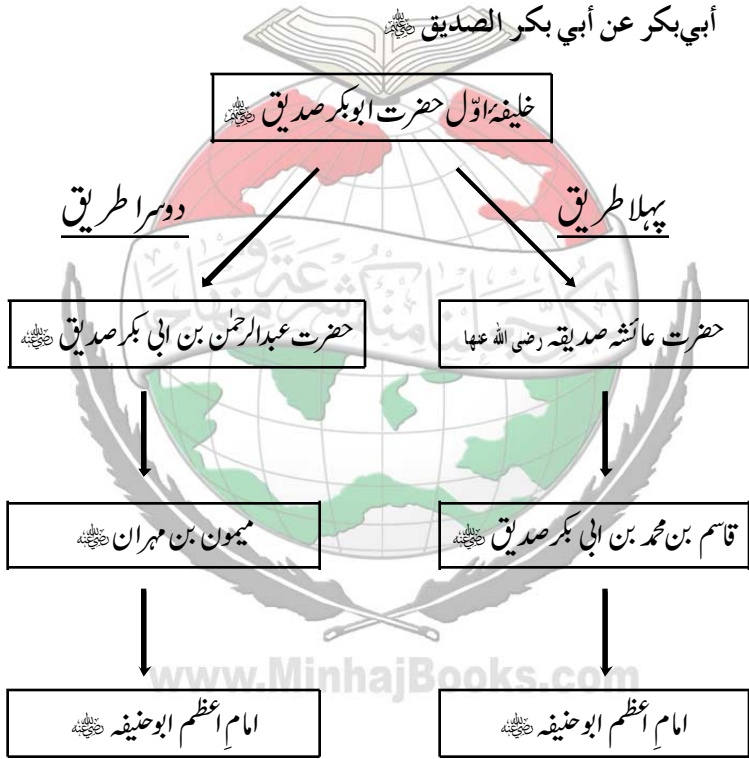
۱۔ پہلے طریق کی تحقیق

حضرت قاسمؒ بن محمد (متوفی ۱۰۸ھ) نے براہِ راست اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور امامِ اعظم نے اُن سے روایت کیا اس طرح امامِ اعظم بیک وقت بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے علمی وارث ٹھہرے۔(۱) امام عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا:

من أدركت من الكبراء؟

''آپ کو کن اکابر ائمہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

القاسم وسالما وطاؤسا ...... وغيره.(۲)

''قاسم، سالم، طاؤس ...... اور دیگر ائمہ سے۔''

۲۔ دوسرے طریق کی تحقیق

امام ابوایوب میمونؒ بن مہران (۱۱۷ھ) کا شمار جزیرہ کے معتبر ترین حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ انہوں نے براہِ راست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امامِ اعظم نے ان سے اخذِ حدیث کیا لہٰذا اس طریق سے بھی امامِ اعظم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے وارث قرار پائے۔

۱۔ امام ابن منجویہ اور مزی نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایتِ حدیث کی ہے۔(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۷: ۱۵۷

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۹۶

(۲) حصكفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۹، رقم: ۳۸۷

(۳) ۱۔ ابن منجويه، رجال مسلم، ۱: ۴۰۱

۲۔ امام میمون بن مہران نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی حدیث روایت کی ہے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۴۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا(۱)

۳۔ امام موفق بن احمد المکی اور ابنِ بزاز الکردری نے حدیث میں امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں امام میمون بن مہران کا نام بطورِ خاص درج کیا ہے۔(۲)

.... ۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۶: ۵۵۶

(۱) ۱۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۲۳۳

۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۶: ۵۵۷

۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۷۱

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۵۰

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۸۶

(۲) اِمامِ اعظم کی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی دو مختلف اسناد

امامِ اعظم ابوحنیفہ علم الحدیث میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھی وارث ہیں۔ امام صاحب علم الحدیث میں حضرت سالمؒ بن عبد اللہ اور حضرت زیدؒ بن اسلم کے شاگرد ہیں، انہی کے طرق سے آپ علم الحدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وارث قرار پاتے ہیں۔

خلیفہ دوم تک اِمامِ اَعظم کے طرقِ حدیث کا نقشہ

۱۔ الإمام أبوحنيفة عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

۲۔ الإمام أبوحنيفة عن زيد بن أسلم عن أسلم مولىٰ عمر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

پہلا طریق	دوسرا طریق
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	حضرت اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	زید بن اسلم رضی اللہ عنہ
امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

۱۔ پہلے طریق کی تحقیق

امام ابو حنیفہ، حضرت فاروقِ اعظم کے پوتے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم (۱۰۶ھ) کے براہِ راست شاگرد ہیں انہی کے ذریعے سے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث حاصل کیا۔ حضرت سالم نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی علم الحدیث حاصل کیا ہے:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[(۱)]

لہٰذا امامِ اعظم، حضرت سالم کے ذریعے درجِ بالا اِن صحابہ کرام کے علم الحدیث سے بھی مستفید ہوئے۔

۱۔ امامِ اعظم نے اپنے اکابر اساتذہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ کا نام بھی لیا ہے۔[(۲)]

۲۔ امام صالحی شامی نے امامِ اعظم کے اساتذہ کی فہرست میں حضرت سالم کا نام بھی درج کیا ہے۔[(۳)]

۲۔ دوسرے طریق کی تحقیق

حضرت زید (متوفی ۱۳۶ھ) کے والد اسلم، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔ اس بات کو امام مسلم اور

(۱) مزی، تہذیب الکمال، ۱۰: ۱۴۶
(۲) حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۹، رقم: ۳۸۷
(۳) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة: ۴۷

ابنِ حبان جیسے اکابر محدّثین نے بیان کیا ہے۔(۱)

معروف ائمہِ حدیث امام ابنِ ابی حاتم، امام ابنِ حبان، امام ذہبی اور امام سیوطی نے حضرت زید کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱۔ اپنے والد حضرت اسلم رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا(۲)

امام ابنِ بزاز الکردری اور امام صالحی شامی شافعی نے امامِ اعظم کے اساتذہ اور شیوخ میں حضرت زید کا ذکر کیا ہے۔(۳)

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ امامِ اعظم، حضرت سالم اور حضرت زید کے طرق سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے بھی وارث ٹھہرے۔

---

(۱) ۱۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۲۷۷، رقم: ۹۶۵

۲۔ ابن حبان، الثقات، ۴: ۴۵

(۲) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۵۵۵

۲۔ ابن حبان، الثقات، ۴: ۲۴۶

۳۔ ذھبی، تذکرۃالحفاظ، ۱: ۱۳۲

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۶۰

(۳) ۱۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ، ۱: ۷۶

۲۔ صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ: ۷۲

(۳) امامِ اعظم کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی سند

امامِ اعظم ابو حنیفہ علم الحدیث میں سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے بھی وارث ہیں۔ امام صاحب، حضرت موسیٰ رحمہ اللہ بن طلحہ کے شاگرد ہیں جن کے ذریعے سے آپ علم الحدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وارث قرار پاتے ہیں۔

خلیفہ سوم تک امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

الإمام أبو حنيفة عن موسى بن طلحة بن عبيدالله التميمي المدني الكوفي عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم
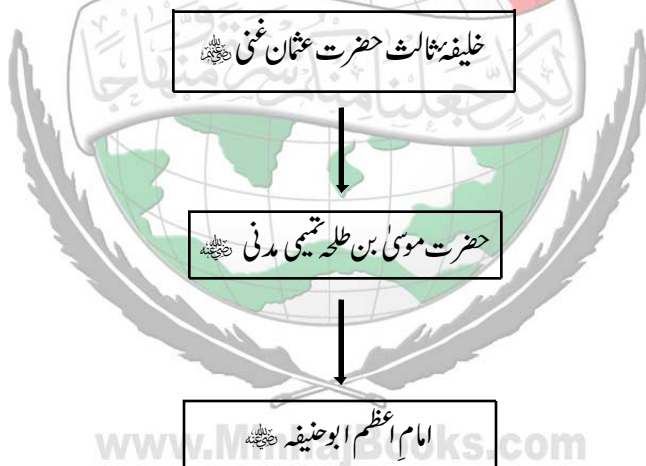
علمی تحقیق

حضرت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی مدنی کوفی (۱۰۳ھ) کی ولادت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہوئی لیکن ایمان بعد میں لائے۔ اس لئے تابعیت کے منصب پر فائز ہوئے انہوں نے بارہ سال تک سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں گزارے۔

حضرت موسیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی علم الحدیث حاصل کیا:

۱۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
۷۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[(۱)]

امام موفق، کردری اور صالحی نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیوخ اور اساتذہ کی فہرست میں حضرت موسیٰ کا نام بھی لکھا ہے۔[(۲)]

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۷: ۲۸۶
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۱۴۷
۳۔ ابن حبان، الثقات، ۵: ۴۰۱
۴۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۸۲
۵۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۳۱۷

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۹
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۸۶
۳۔ صالحی، عقودالجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة: ۸۳

(۴) امامِ اعظم کی سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی تین اسانید

جن جلیل القدر صحابہ کے ذریعے علم الحدیث کوفہ میں بکثرت منتقل ہوا اور جو حضرات کوفہ میں علم الحدیث کے بانی کہلائے امامِ اعظم کی اَسانید اُن حضرات تک بھی پہنچتی ہیں۔ ان عالی مرتبت صحابہ میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا شمار صفِّ اوّل میں ہوتا ہے۔ ان کے کئی شاگرد ہیں جن میں حضرت قاضی شُرَیح بن حارث کوفی، حضرت علقمہ بن قیس کوفی اور حضرت مسروق بن اَجدع کوفی جیسے اکابر تابعین شامل ہیں۔ یہ تابعین حضرت مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے کل علم الحدیث کے وارث ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے تابعین نے آپ سے علم الحدیث کا فیض حاصل کیا مگر خصوصاً یہ تینوں ہی آپ رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے جامع ہیں۔ ان تینوں کے شاگرد امام ابراہیم بن یزید نخعی کوفی (متوفی ۹۶ھ)، امام ابو اِسحاق سبیعی (متوفی ۱۲۷ھ) اور امام سلمہ بن کُہَیل کوفی (متوفی ۱۲۱ھ) وغیرہم بھی تابعین ہیں جو امامِ اعظم کے بلا واسطہ استاد ہیں۔ امامِ اعظم تابعین ہی کے تین واسطوں اور طرق سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے وارث ہیں جن کے نقشہ جات درج ذیل ہیں۔

خلیفہ چہارم تک امامِ اعظم کے طرقِ حدیث کے نقشہ جات

۱۔ الإمام أبوحنيفة عن إبراهيم بن يزيد النخعي عن القاضي شريح بن حارث الكوفي عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ

۲۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي إسحاق السبيعى عن مسروق بن الأجدع عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ
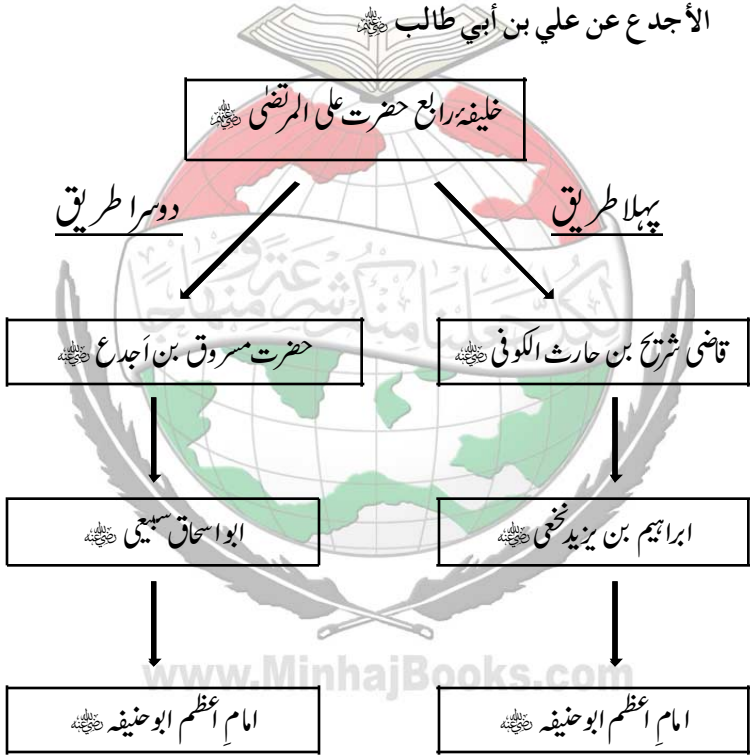
تیسرا طریق

الإمام أبو حنيفة عن سلمة بن كهيل عن علقمة بن قيس النخعي عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ
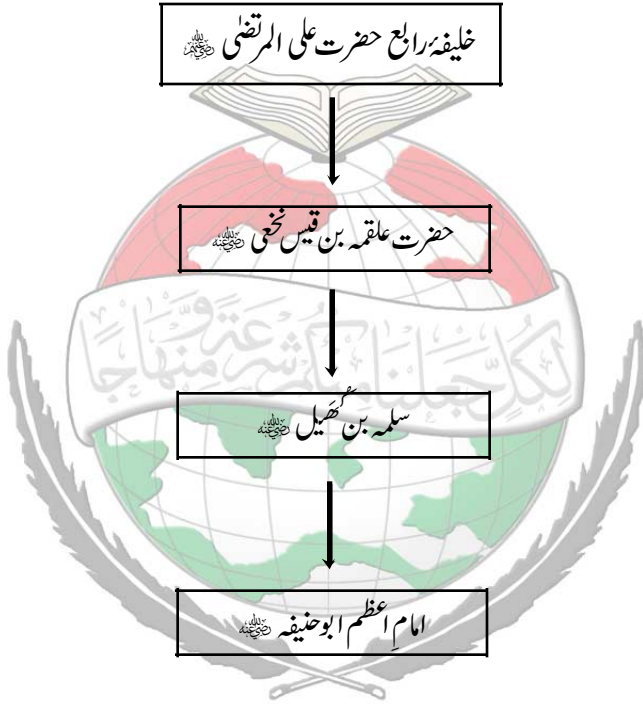
۱۔ پہلے طریق کی تحقیق

قاضی شُرَیح بن حارث کوفی (متوفی ۸۷ھ) کی ولادت حضور نبی اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں ہوئی لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے سماع نہ کیا۔ حضرت عمر فاروق نے ان کو اپنے عہدِ خلافت میں کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ ان کے بعد قاضی شریح سیدنا عثمان غنی، مولا علی المرتضٰی، حضرت معاویہ ﷺ حتی کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ تک ساٹھ (۶۰) سال کوفہ کی مسندِ قضاء پر فائز رہے۔ حجاج کے زمانہ میں انہوں نے کوفہ کے عہدۂ قضاء سے استعفٰی دینے کے بعد بصرہ میں ایک سال تک قاضی کا عہدہ سنبھالا۔ انہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی عمر میں ۸۷ھ میں وصال فرمایا۔[۱]

قاضی شریح نے درج ذیل اکابر صحابہ کرام ﷺ سے روایتِ حدیث کیا:

۱۔ سیدنا عمر بن خطاب ﷺ ۲۔ سیدنا علی المرتضٰی ﷺ

۳۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر ﷺ ۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ

۵۔ حضرت زید بن ثابت ﷺ ۶۔ حضرت عُروہ بن جَعد ﷺ[۲]

امام ابراہیم نخعی نے قاضی شریح سے روایت کیا ہے جسے امام بخاری، ابنِ ابی حاتم اور ذہبی نے قاضی شریح کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه إبراهيم النخعي.[۳]

''ابراہیم نخعی نے ان سے روایت کیا۔''

(۱) مزی، تهذيب الكمال، ۱۲: ۴۳۶، ۴۳۷

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۱۲: ۴۳۶، ۴۳۷

(۳) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۴: ۲۲۸

۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعديل، ۴: ۳۳۲

۳۔ ذہبی، الكاشف، ۱: ۴۸۳

امام اعظم نے امام ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے لہٰذا وہ امامِ اعظم کے حدیث میں شیخ ہیں۔ امام صالحی شامی نے امامِ اعظم کے اساتذہ کی فہرست میں امام ابراہیم کا نام بھی ذکر کیا ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ امامِ اعظم، امام ابراہیم نخعی کے توسط اور قاضی شریح کے ذریعہ سے حضرت عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے علم کے امین ہونے کے ساتھ دیگر اکابر صحابہ کرام کے علم سے بھی فیض یاب ہوئے۔

۲۔ دوسرے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ حضرت عمرو بن عبد اللہ بن عبید المعروف ابو اسحاق سبیعی (۱۲۸ھ) سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت مسروق بن اَجدَع کوفی (۶۳ھ) سے حاصل کیا۔ حضرت مسروق بن اجدع کا شمار کوفہ کے جلیل القدر محدّثین و فقہاء تابعین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اخذِ حدیث کیا:

۱۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۳۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۴۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[2]

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان: ٦٦

(۲) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۳۵
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۳۹۶
۳۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۷: ۴۵۱
۴۔ ذہبی، تذکرة الحفاظ، ۱: ۴۹
۵۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۰: ۱۰۰

امام ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ سبیعی نے حضرت مسروق بن اَجدع سے روایت کیا ہے۔ امام مزی، نووی اور عسقلانی نے حضرت مسروق کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه أبو إسحاق السبيعي. (۱)

''ابو اسحاق سبیعی نے ان سے روایت کیا۔''

امام اعظم نے امام ابو اسحاق سبیعی سے روایت کیا ہے لہٰذا وہ علم الحدیث میں امام اعظم کے شیخ ہیں۔ خطیب بغدادی، نووی، مزی اور ذہبی جیسے نقاد ائمہِ رجال نے امام صاحب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

سمع أبا إسحاق السبيعي. (۲)

''آپ نے ابو اسحاق سبیعی سے سماعتِ حدیث کی۔''

معلوم ہوا کہ امامِ اعظم نے امام ابو اسحاق سبیعی کے توسط سے، حضرت مسروق کے علم الحدیث تک رسائی حاصل کی اور یوں وہ اس ذریعہ سے بھی چاروں خلفائے راشدین المہدیین اور دیگر اکابر صحابہ کرام ﷡ کے علم الحدیث کے بھی وارث ہوئے۔

۳۔ تیسرے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ حضرت سلمہ بن کُہَیل (۱۲۱ھ) سے علم الحدیث حاصل

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۷: ۴۵۳
۲۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۲: ۳۹۴
۳۔ عسقلانی، الإصابة فی تمييز الصحابة، ۶: ۲۹۲

(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵
۲۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۲: ۵۰۱
۳۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۱۹
۴۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

کیا، انہوں نے اپنے شیخ حضرت علقمہ بن قیس نخعی (۶۲ھ) سے علم الحدیث حاصل کیا جبکہ حضرت علقمہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم الحدیث کے وارث ہوئے:

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ
۱۴۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[۱]

امام سلمہ بن کُہَیل نے حضرت علقمہ بن قیس سے روایت کیا ہے۔ امام مزی، ذہبی اور عسقلانی جیسے جلیل القدر ائمہ نے حضرت علقمہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه سلمة بن كهيل.[۲]

---

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۴۰۴
۲۔ کلاباذی، رجال صحیح البخاری، ۲: ۵۷۵
۳۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۲۹۶
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۰: ۳۰۰
۵۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۷: ۲۴۴

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۰: ۳۰۲
۲۔ ذہبی، الکاشف، ۲: ۳۴
۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۷: ۲۴۵

’’سلمہ بن کُہَیل نے ان سے روایت کیا۔‘‘

امامِ اعظم نے امام سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے لہٰذا وہ علم الحدیث میں امام اعظم کے شیخ ہیں۔ امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی نے امام صاحب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن سلمة بن كهيل.[1]

’’آپ نے سلمہ بن کہیل سے سماعتِ حدیث کی۔‘‘

اس علمی تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حضرت سلمہ بن کہیل سے علم الحدیث حاصل کیا، انہوں نے اپنے شیخ حضرت علقمہ بن قیس نخعی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے کوفہ میں موجود علم الحدیث کے عظیم وارث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام سے فیضِ نبوت حاصل کیا۔[2]

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۱۸

۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) نوٹ: امامِ اعظم اپنے نو (۹) شیوخِ اہلِ بیت کے ذریعے سے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے وارث ہیں، ان طرق کو ہم علیحدہ اگلے باب میں ذکر کریں گے۔

۲۔ امامِ اَعظم کی اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن تک آٹھ اَسانیدِ حدیث

امام ابو حنیفہ جس طرح خلفائے راشدین کے علم الحدیث کے وارث ہیں اس طرح اپنے کئی اکابر اساتذہ کے طرق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن اور دیگر ازواجِ طیبات تک بھی آپ کی سندِ حدیث موجود ہے۔ ذیل میں ہم قدرے تفصیل سے ان طرق پر روشنی ڈالتے ہیں۔

امامِ اَعظم کے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن تک علم الحدیث کے آٹھ طرق

امامِ اَعظم نے اپنے اَجل شیوخ الحدیث کے ذریعے آٹھ طرق سے امہات المؤمنین سے علم الحدیث حاصل کیا۔ یوں ان طرق کی بدولت آپ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم الحدیث سے فیضیاب ہوئے۔ یہ آٹھ طرقِ حدیث درج ذیل ہیں:

۱۔ الإمام أبوحنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبي عن عائشة الصدّيقة وأم سلمة وميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہن

۲۔ الإمام أبوحنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن عائشة الصديقة وأم سلمة رضی اللہ عنہما

۳۔ الإمام أبوحنيفة عن نافع مولٰی عمر بن الخطاب عن عائشة الصديقة وأم سلمة رضی اللہ عنہما

۴۔ الإمام أبوحنيفة عن زيد بن أسلم مولٰی عمر بن الخطاب عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضی اللہ عنہا

٥۔ الإمام أبوحنيفة عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضی اللہ عنہا

٦۔ الإمام أبوحنيفة عن محمد بن المنكدر عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضی اللہ عنہا

٧۔ الإمام أبوحنيفة عن عكرمة مولٰى ابن عباس عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضی اللہ عنہا

٨۔ الإمام أبوحنيفة عن عثمان بن عبد الله بن موهب التيمي المدني عن أم المؤمنين أم سلمة رضی اللہ عنہا

اِمامِ اعظم کے اُمہات المؤمنین تک طرقِ حدیث کے آٹھ نقشہ جات

پہلا طریق

(امہات المؤمنین) عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہن

↓

(تابعی) عامر بن شراحیل الشعبی رضی اللہ عنہ

↓

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

دوسرا طریق

(امہات المؤمنین) عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہما

↓

(تابعی) عطاء بن ابی رباح ؓ

↓

امامِ اعظم ابوحنیفہ ؓ

تیسرا طریق

(امہات المؤمنین) عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہما

↓

(تابعی) نافع مولیٰ عمر بن خطاب ؓ

↓

امامِ اعظم ابوحنیفہ ؓ

چوتھا طریق

(امہات المؤمنین) عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہما

↓

(تابعی) زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

↓

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

پانچواں طریق

(امہات المؤمنین) عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہما

↓

(تابعی) سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

↓

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

چھٹا طریق

(ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

↓

(تابعی) محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ

↓

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

ساتواں طریق

(ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

↓

(تابعی) عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

↓

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

آٹھواں طریق
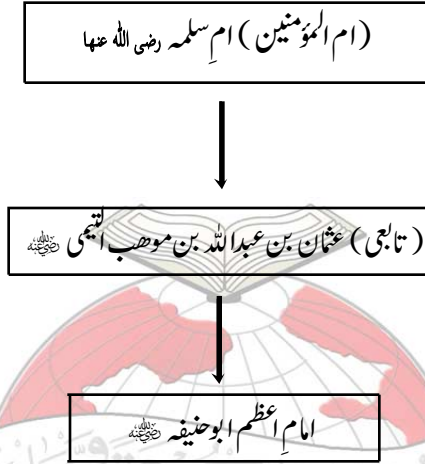
اِمامِ اعظم کے اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن تک درج بالا آٹھ طرق میں سے حضرت سالم بن عبد اللہ اور زید بن اسلم کے دو طرق پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ضمن میں تحقیق گزر چکی ہے۔ امام شعبی، حضرت نافع مولیٰ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور محمد بن المنکدر کے حوالے سے علیحدہ آگے تحقیق آ رہی ہے۔ ہم ذیل میں بقیہ تین ائمہ کے طرق، عطاء بن ابی رِباح کا دوسرا طریق، عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا ساتواں طریق اور عثمان بن عبد اللہ بن موہب کے آٹھویں طریق پر علمی تحقیق بیان کریں گے۔

(۱) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے دوسرے طریق کی تحقیق

امام ابو محمد عطاء بن ابی رِباح اسلم قرشی مکی (متوفی ۱۱۴ھ) کا شمار مکہ کے مفتیانِ عظام اور محدّثینِ کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رِباح بذاتِ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی ملاقات کو یوں بیان کرتے ہیں:

أدركت مائتين من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. (۱)

’’مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سو صحابہ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل ہے۔‘‘

محدّثین کی تحقیق کے مطابق امام عطاء نے درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایتِ حدیث کی ہے:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ
۱۴۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۱۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۱) ۱۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۵: ۸۱
۲۔ عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۷: ۱۸۱

۱۶۔ حضرت ام ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا[1]

امام ابنِ ابی حاتم نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن عطاء.[2]

’’انہوں نے عطا بن ابی رباح سے روایت کیا ہے‘‘

(۲) حضرت عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتویں طریق کی تحقیق

حضرت ابوعبد اللہ عکرمہ (متوفی ۱۰۷ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ محدّثینِ کرام کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ
۱۴۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۰: ۷۰-۷۲
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۷۸-۷۹
۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۱۸۰

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۴۴۹

۱۵۔ حضرت حمنہ بنت جحش ۱۶۔ حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہن[1]

امام مزی 'تہذیب الکمال' میں امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عن عکرمة مولٰی ابن عباس.[2]

''آپ نے عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔''

(۳) حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے آٹھویں طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے براہِ راست علم الحدیث حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب تمیمی مدنی (متوفی ۱۲۰ھ) سے حاصل کیا جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ[3]

امام ذہبی اور مزی نے حضرت عثمان بن عبد اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه أبو حنيفة.[4]

''امام ابوحنیفہ نے ان سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۰: ۲۶۵
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۱۲۔۱۳

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۱۹

(۳) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۶: ۲۳۱
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۹: ۴۲۳
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۱۸۷

(۴) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۱۸۷
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۹: ۴۲۳

۳۔ امامِ اعظم کی عبادلہ ثلاثہ تک اَسانیدِ حدیث

امامِ اعظم کو یہ خوش نصیبی بھی حاصل ہے کہ آپ اپنے اکابر شیوخ تابعین کے کئی طرق اور واسطوں سے خلفائے راشدین اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مطہرات کے علاوہ عبادلہ ثلاثہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔

(ا) اِمامِ اَعظم کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی سات اَسانید

جس طرح خصوصی طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذریعے علم الحدیث کوفہ میں منتقل ہوا اسی طرح جلیل القدر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی کوفہ میں علم الحدیث کے بانی کہلائے۔ کوفہ میں ان کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ راقم کی کتاب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث (جلد اوّل) میں ہو چکا ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسانید پر تحقیق کرتے ہوئے ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ قاضی شریح بن حارث کوفی، حضرت علقمہ بن قیس کوفی اور مسروق بن اَجدع کوفی جیسے اکابر تابعین تک امام اعظم کی اسانید آپ کے تین تابعین شیوخ امام ابراہیم بن یزید نخعی کوفی، امام ابو اسحاق سبیعی اور امام سلمہ بن کُہَیل کوفی کے ذریعے ذکر کیں، وہیں ہم نے یہ ذکر بھی کیا ہے کہ یہ تینوں اکابر تابعین (قاضی شریح، حضرت علقمہ اور مسروق) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھی تلامذہ ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جمیع شاگردوں میں کچھ اور بھی نمایاں تھے۔

۱۔ امام ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں:

كان أصحاب عبد الله الذين يقرؤون ويفتون ستة: علقمة، والأسود، ومسروق، وعبيدة، والحارث بن قيس، وعمرو بن

شرحبيل.(۱)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے وہ شاگرد جو لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور فتویٰ دیتے تھے، چھ ہیں: علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، مسروق بن اجدع، عبیدہ سلمانی، حارث بن قیس اور عمرو بن شرحبیل۔''

۲۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں:

كان الفقهاء بعد أصحاب رسول الله ﷺ بالكوفة في أصحاب عبدالله بن مسعود، وهؤلاء: علقمة بن قيس النخعي، وعبيدة بن قيس المرادي ثم السلماني، وشريح بن الحارث الكندي، ومسروق بن الأجدع الهمذاني ثم الوادعي.(۲)

''حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے بعد کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد فقہاء تھے۔ ان کے نام یہ ہیں: علقمہ بن قیس النخعی، عبیدہ بن قیس المرادی السلمانی، شریح بن حارث الکندی اور مسروق بن اجدع الھمذانی الوادعی۔''

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم کے وارث درج ذیل سات (۷) نمایاں اشخاص تھے:

۱۔ علقمہ بن قیس ۲۔ اسود بن یزید ۳۔ مسروق بن اجدع

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۰
۲۔ عجلی، معرفۃ الثقات، ۱: ۲۳۰
۳۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۲۹۹، ۱۳: ۲۳۳
۴۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۶۵

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۲۹۹
۲۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۰: ۳۰۴
۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۵۶

۴۔ عبیدہ سلمانی ۵۔ حارث بن قیس ۶۔ عمرو بن شرحبیل

۷۔ قاضی شریح بن حارث الکندی

درجِ بالا اِن ساتوں جلیل القدر حضرات کے ذریعے امامِ اعظم نے اپنے شیوخ کے واسطوں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم سمیٹا۔ امامِ اعظم کے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک سات طرق درج ذیل ہیں:

١۔ الإمام أبوحنيفة عن إبراهيم النخعي عن علقمة بن قيس عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٢۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي إسحاق السبيعى عن الأسود بن يزيد النخعي عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٣۔ الإمام أبوحنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبي عن مسروق بن الأجدع عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٤۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي حصين عثمان بن عاصم الأسدي عن عبيدة بن عمرو السلماني عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٥۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي إسحاق السبيعى عن أبي ميسرة عمرو بن شرحبيل عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٦۔ الإمام أبوحنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبي عن القاضي شريح بن الحارث الكندي عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

٧۔ الإمام أبوحنيفة عن سليمان بن مهران الأعمش عن خيثمة بن عبدالرحمن عن الحارث بن قيس عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث کا پہلا اور دوسرا نقشہ

۱۔ الإمام أبو حنيفة عن إبراهيم النخعي عن علقمة بن قيس عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ

۲۔ الإمام أبو حنيفة عن أبي إسحاق السبيعى عن الأسود بن يزيد النخعي عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
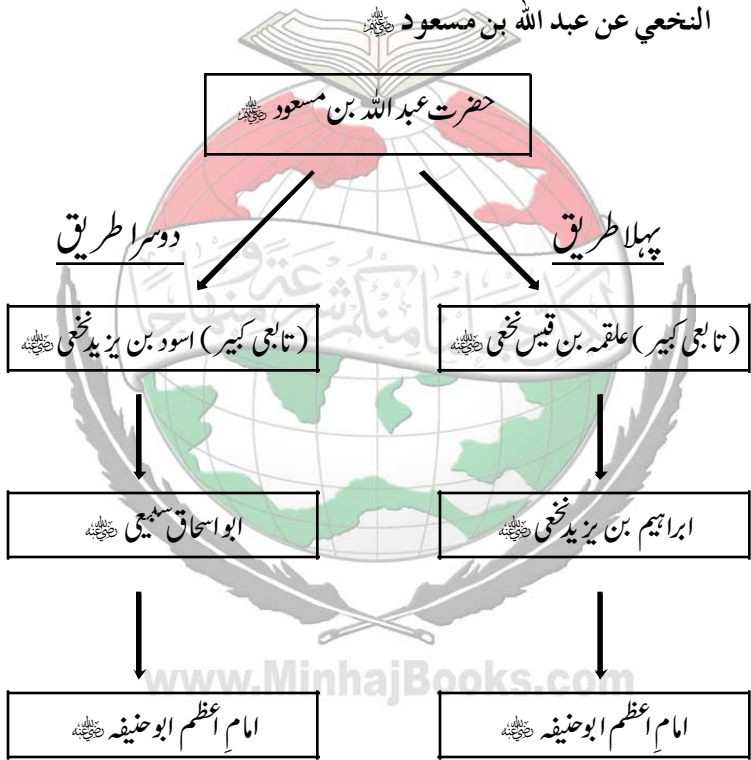
ا۔ پہلے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ امام ابراہیم نخعی سے علم الحدیث حاصل کیا اورانہوں نے اپنے شیخ حضرت علقمہ بن قیس نخعی (۶۲ھ) سے حاصل کیا اور وہ براہِ راست حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث سے مستفید ہوئے۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام کلا باذی اور دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس نخعی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔[۱]

امام مسلم، امام ابنِ حبان اور امام ابنِ ابی حاتم جیسے علم الجرح والتعدیل کے ائمہ نے حضرت علقمہ بن قیس کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه إبراهيم.[۲]

''ابراہیم نخعی نے ان سے روایت کیا ہے۔''

محدّثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی نے امامِ اعظم کے اساتذہ کی فہرست میں امام ابراہیم بن یزید نخعی کا نام درج کیا ہے۔[۳]

---

(۱) ا۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۶: ۴۰۴
۲۔ کلاباذی، رجال صحيح البخاری، ۲: ۵۷۵
حضرت علقمہ بن قیس کے مزید شیوخ کی تفصیل اور حوالہ جات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرق میں دیکھیں۔

(۲) ا۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۴۳۰
۲۔ ابن حبان، الثقات، ۵: ۲۰۸
۳۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۶: ۴۰۴

(۳) صالحی شامی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۶

۲۔ دوسرے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ امام ابو اِسحاق سبیعی سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت اسود بن یزید نخعی (۷۵ھ) سے حاصل کیا۔ حضرت اسود بن یزید نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث کو اخذ کیا ہے:

۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ۲۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
۳۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ۴۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[۱]

امام ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ سبیعی، حضرت اسود بن یزید سے روایت کرتے ہیں اسے امام مسلم، ابنِ منجویہ اور دیگر ائمہ نے حضرت اسود کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه أبو إسحاق.[۲]

''ابو اسحاق سبیعی نے اِن سے روایت کیا ہے۔''

خطیب بغدادی اور ذہبی جیسے نقاد ائمہِ رجال نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آپ نے امام ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔[۳]

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۴۴۹
۲۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۵۶۳
۳۔ عسقلانی، تھذیب التھذیب، ۱: ۲۹۹

(۲) ۱۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۵۶۳
۲۔ ابن منجویه، رجال مسلم، ۱: ۸۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵
۲۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث کا تیسرا اور چوتھا نقشہ

۳۔ الإمام أبوحنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبي عن مسروق بن الأجدع عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہم

۴۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي حصين عثمان بن عاصم الأسدي عن عبيدة بن عمرو السلماني عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہم
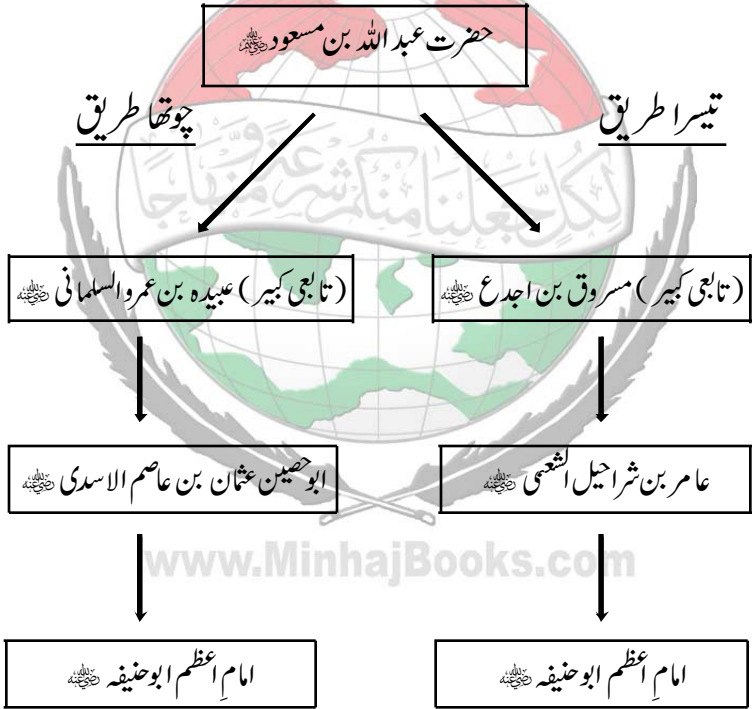
۳۔ تیسرے طریق کی تحقیق

امام اعظم نے اپنے شیخِ اکبر امام عامر بن شراحیل شعبی سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت مسروق بن اجدع (۷۵ھ) سے حاصل کیا اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ائمہ حدیث کی تحقیق کے مطابق حضرت مسروق بن اجدع نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ خلفائے راشدین سے بھی علم الحدیث اخذ کیا ہے۔(۱) امام بخاری، مسلم اور ابنِ ابی حاتم نے حضرت مسروق بن اجدع کے تذکرہ میں درج کیا ہے:

روى عنه الشعبي.(۲)

''امام شعبی نے ان سے روایت کیا ہے۔''

امام موفق بن احمد المکی، حصکفی اور مزی نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں امام شعبی کا نام لکھا ہے۔(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۳۵
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۳۹۶
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۷: ۴۵۱
حضرت مسروق بن اجدع کے شیوخ کی مزید تفصیل اور حوالہ جات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرق میں دیکھیں۔

(۲) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۳۵
۲۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۶۴۲
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۳۹۶

(۳) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۴۷
۲۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۹، رقم: ۳۸۷
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۴: ۳۳

۴۔ چوتھے طریق کی تحقیق

امام اعظم نے امام ابو حصین عثمان بن عاصم سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت عبیدہ بن عمرو السلمانی (۷۴ھ) سے حاصل کیا جبکہ وہ براہِ راست حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ابنِ ابی حاتم اور دیگر اجل محدّثین کی تحقیق کے مطابق حضرت عبیدہ نے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔[1]

امام ابوسعید بن خلیل علائی نے حضرت عبیدہ سلمانی کا تعارف یوں کرایا ہے:

عبيدة السلماني، صاحب علي وابن مسعود رضی اللہ عنهما.[2]

''امام عبیدہ سلمانی، حضرت علی اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔''

امام ابنِ ابی حاتم، خطیب بغدادی اور امام نووی نے حضرت عبیدہ سلمانی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ابو حصین نے حضرت عبیدہ سے روایت کیا ہے۔[3]

امام موفق بن احمد المکی، مزی اور سیوطی نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شیوخ اور اساتذہ کی فہرست میں امام ابو حصین عثمان کا نام درج کیا ہے۔[4]

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۸۲
۲۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۵۸۷
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۹۱

(۲) علائی، جامع التحصیل فی أحکام المراسیل، ۱: ۲۳۴

(۳) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۹۱
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۱۱۸
۳۔ نووی، تھذیب الأسماء واللغات، ۱: ۲۹۳

(۴) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۷
۲۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۰
۳۔ سیوطی، تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة: ۶۴

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث کا پانچواں اور چھٹا نقشہ

۵۔ الإمام أبوحنيفة عن أبي إسحاق السبيعى عن أبي ميسرة عمرو بن شرحبيل الشعبي عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

٦۔ الإمام أبوحنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبي عن القاضي شريح بن الحارث الكندي عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
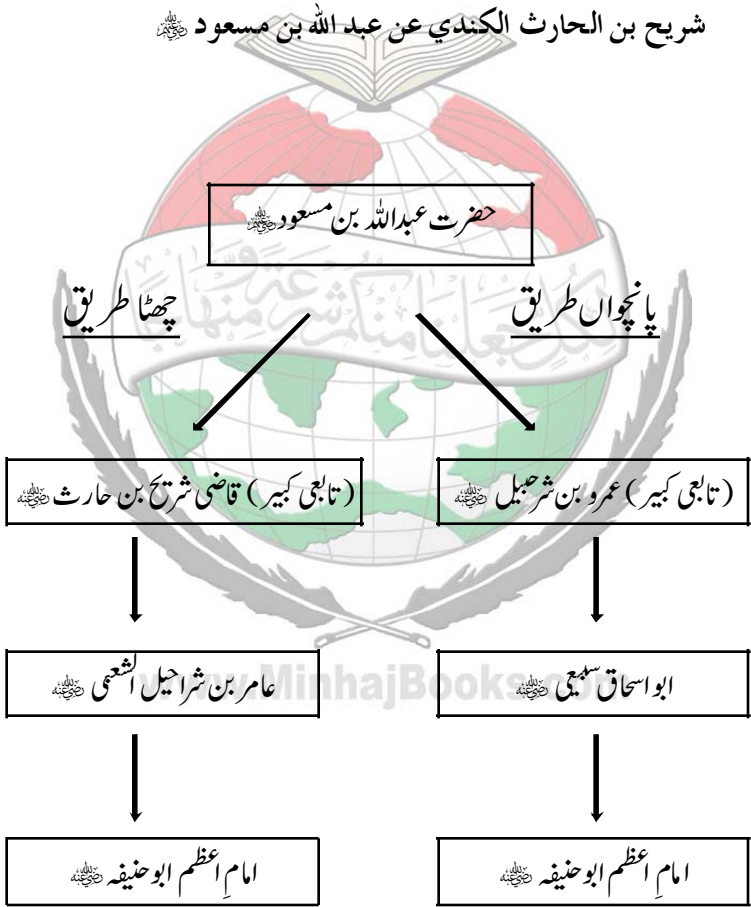
۵۔ پانچویں طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ امام ابو اسحاق سبیعی سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابو میسرہ عمرو بن شُرَحبِیل (متوفی ۶۳ ھ) سے حاصل کیا جبکہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معروف شاگرد ہیں۔

امام عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں:

كان أبو ميسرة من أفاضل أصحاب عبد الله رضي الله عنه. [1]

''ابو میسرہ، حضرت عبد اللہ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے تھے۔''

محدّثین کی تحقیق کے مطابق حضرت عمرو بن شرحبیل نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے علاوہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی علم الحدیث اخذ کیا ہے:

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [2]

امام بخاری، امام مسلم، امام ابن ابی حاتم اور امام مزی نے حضرت ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل کے تذکرہ میں درج کیا ہے:

---

(۱) ابن حبان، الثقات، ۲: ۴۲۹

(۲) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۳۴۱
۲۔ مسلم، الکنی و الأسماء، ۱: ۸۲۴
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۲۳۷
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۲: ۶۰، ۶۱

روى عنه أبو إسحاق.[1]

’’امام ابواسحاق سبیعی نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

خطیب بغدادی، امام نووی، مزی اور ذہبی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آپ نے امام ابواسحاق سبیعی سے روایت کیا ہے۔[2]

۶۔ چھٹے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخِ اکبر امام شعبی سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت قاضی شریح بن حارث الکندی (۷۸ھ) سے حاصل کیا جبکہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بڑے قابل شاگرد ہیں۔ ائمہِ حدیث کی تحقیق کے مطابق قاضی شریح نے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔[3] امام بخاری، مسلم، ابنِ حبان اور ابنِ ابی حاتم نے قاضی شریح کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه الشعبي.[4]

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۳۴۱
۲۔ مسلم، الکنى والأسماء، ۱: ۸۲۴
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۲۳۷
۴۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۲: ۶۱

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵
۲۔ نووی، تهذیب الأسماء واللغات، ۲: ۵۰۱
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹
۴۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

(۳) مزی، تهذیب الکمال، ۱۲: ۴۳۷

(۴) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۴: ۲۲۸

''امام شعبی نے ان سے روایت کیا ہے۔''

امام مزی اور امام سیوطی نے امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں امام عامر بن شراحیل شعبی کا نام لکھا ہے۔(۱)

.... ۲۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۸۰

۲۔ ابن حبان، الثقات، ۴: ۳۵۲

۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۴: ۳۳۲

(۱) ۱۔ مزی، تھذیب الکمال، ۱۴: ۳۳

۲۔ سیوطی، تبییض الصحیفة بمناقب أبی حنیفة: ۴۷

مزید حوالہ جات کے لئے دوسرے طریق کی علمی تحقیق ملاحظہ کریں۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک طریقِ حدیث کا ساتواں نقشہ

۷۔ الإمام أبوحنيفة عن سليمان بن مهران الأعمش عن خيثمة بن عبد الرحمن عن الحارث بن قيس عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
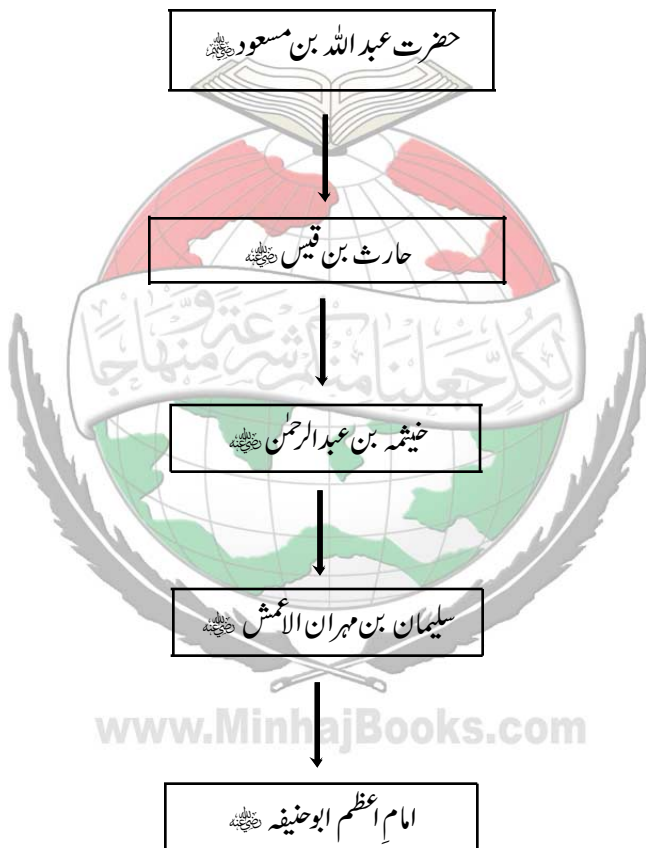
۷۔ ساتویں طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے امام سلیمان بن مہران اَعمش سے علم الحدیث حاصل کیا، انہوں نے اپنے شیخ امام خَیْثَمَہ بن عبدالرحمٰن بن ابی سَبْرَہ سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت حارث بن قیس الجعفی سے حاصل کیا۔ امام بخاری، ابنِ حبان اور ابنِ ابی حاتم کی تحقیق کے مطابق حضرت حارث بن قیس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔[1] امام ابنِ حبان، ذہبی اور عسقلانی، حضرت حارث بن قیس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه خيثمة بن عبد الرحمن.[2]

’’خیثمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت حارث سے روایت کیا ہے۔‘‘

امام بخاری، مسلم، ابنِ ابی حاتم اور ذہبی نے امام خیثمہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

سمع منه الأعمش.[3]

’’اَعمش نے امام خیثمہ سے سماع کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۲۷۹
۲۔ ابن حبان، الثقات، ۴: ۱۳۳
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۸۶

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۴: ۱۳۳
۲۔ ذھبی، الکاشف، ۱: ۳۰۴
۳۔ عسقلانی، تھذیب التھذیب، ۲: ۱۳۴

(۳) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۳: ۲۱۵
۲۔ مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۱۹۲
۳۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۳۹۳
۴۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۳۲۱

امام موفق بن احمد المکی، امام ذہبی اور امام سیوطی کے مطابق امام اَعمش، امامِ اَعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ اور استاد ہیں۔[1]

ان ساتوں طرق کی علمی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ امامِ اَعظم اپنے اَجل اور اَوثق شیوخ کے ذریعے سے حضرت علقمہ بن قیس، اسود بن یزید النخعی، مسروق بن اجدع، عبیدہ بن عمرو السلمانی، ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل، قاضی شریح بن حارث الکندی اور حارث بن قیس کے توسط سے خلفائے راشدین المہدیین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور بالخصوص کوفہ میں اقامت اختیار کرنے والے چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور فقیہ صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم الحدیث کے وارث ہوئے۔

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۵
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۲۲۷
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۷۴

(۲) امامِ اعظم کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی سات اسانید

امامِ اعظم اپنے شیوخ کے ذریعے سات طرق سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث کے وارث ہوئے ہیں۔ یہ سات طرقِ حدیث درج ذیل ہیں:

١۔ الإمام أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہما

٢۔ الإمام أبو حنيفة عن عكرمة مولٰى ابن عباس عن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما

٣۔ الإمام أبو حنيفة عن طلحة بن نافع عن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما

٤۔ الإمام أبو حنيفة عن عثمان بن عاصم عن عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہما

٥۔ الإمام أبو حنيفة عن عمرو بن دينار المكي عن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما

٦۔ الإمام أبو حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع المكي عن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما

٧۔ الإمام أبو حنيفة عن ميمون بن مهران عن عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث کے سات نقشہ جات

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
پانچواں طریق
عمرو بن دینار المکی رضی اللہ عنہ
امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
چھٹا طریق
عبد العزیز بن رفیع المکی رضی اللہ عنہ
امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ساتواں طریق
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
www.MinhajBooks.com
میمون بن مہران رضی اللہ عنہ
امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
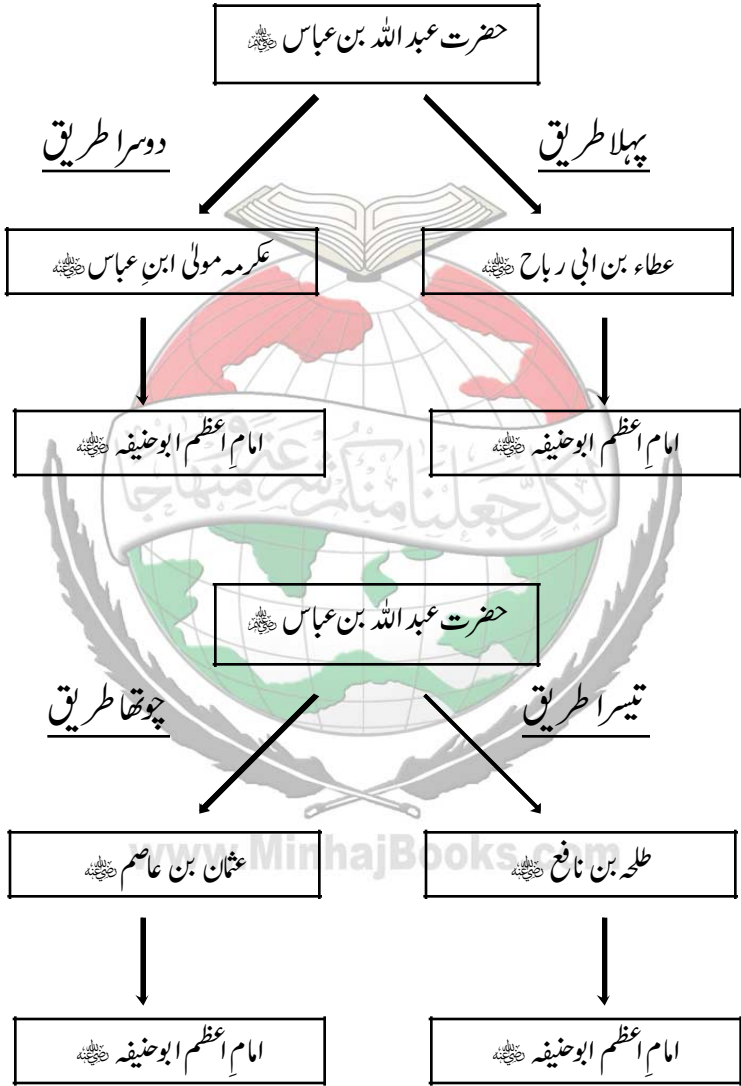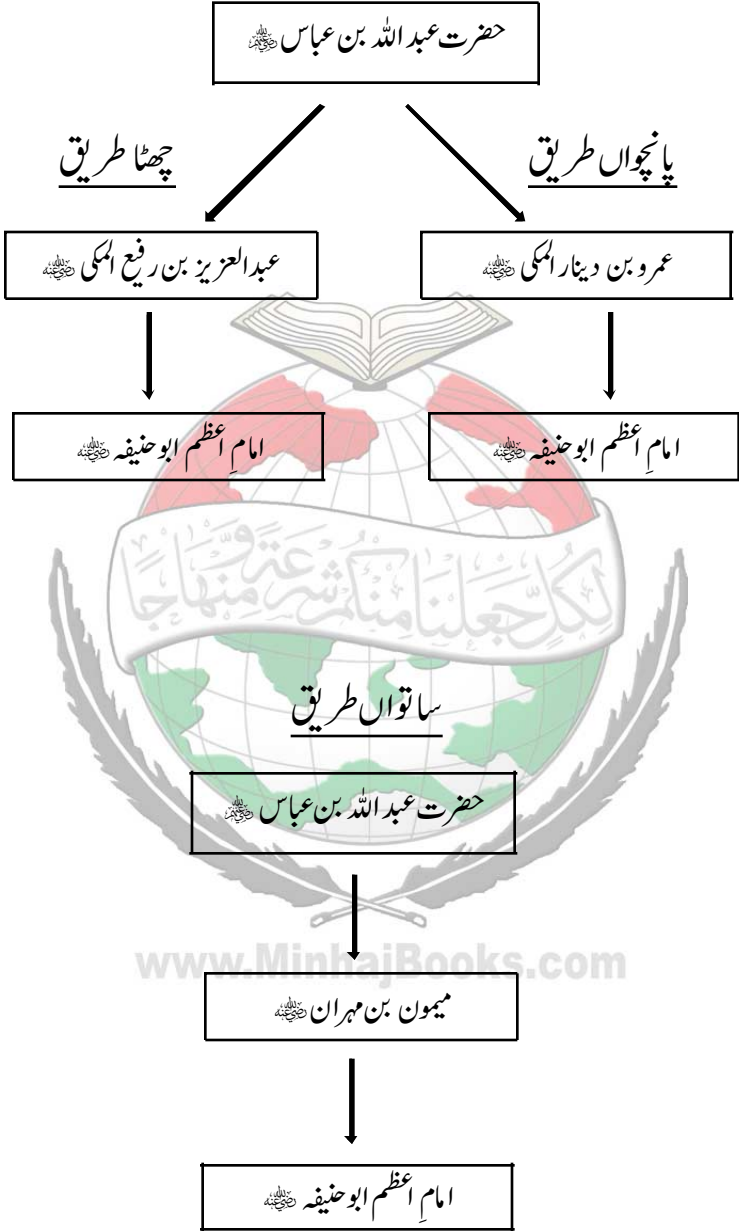
امامِ اعظم کے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث میں موجود بعض شیوخ تابعین پر تحقیقات ہم پچھلے صفحات میں خلفائے راشدین اور ازواجِ مطہرات کے ضمن میں کر چکے ہیں۔ امام صاحب کے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلقِ علم الحدیث میں باقی تین طرق پر تحقیقات درجِ ذیل ہیں:

۱۔ امام عمرو بن دینار المکی رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

امام اعظم نے اپنے شیخ امام عمرو بن دینار المکی سے علم الحدیث حاصل کیا اور وہ براہِ راست حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

امام عمرو بن دینار مکی (متوفی ۱۲۶ھ) نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ [(۱)]

امام عمرو بن دینار، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ اور استاد ہیں۔ [(۲)]

---

(۱) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۳۰۰، ۳۰۱
۲۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۲: ۵۔۷

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۴۷
۲۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

۲۔ امام عثمان بن عاصم رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے اپنے شیخ امام ابوحصین عثمان بن عاصم (۱۲۸ھ) سے علم الحدیث حاصل کیا جبکہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث سے فیض یاب ہوئے۔

امام ابوحصین عثمان بن عاصم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ[1]

امام مزی اور ذہبی، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عن أبي حصين الأسدي.[2]

’’آپ نے امام ابوحصین اسدی سے روایت کیا ہے۔‘‘

۳۔ امام عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے امام عبدالعزیز بن رفیع (متوفی ۱۳۰ھ) سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یوں ان کے ذریعے بھی امامِ اعظم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث سمیٹا۔

امام عبد العزیز بن رفیع مکہ کے بہت بڑے محدّث تھے۔ امام بخاری، ابنِ ابی

---

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۴۱۳
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۱۱۶

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۰
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

حاتم اور ابنِ حبان کے مطابق امام عبدالعزیز نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔(۱)

امام موفق بن احمد المکی، کردری اور سیوطی نے امام عبد العزیز کو امامِ اعظم کا حدیث میں شیخ اور استاد قرار دیا ہے۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۱۱

۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۵: ۳۸۱

۳۔ ابن حبان، الثقات، ۵: ۱۲۳

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۴۷

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۸۰

۳۔ سیوطی، تبییض الصحیفة بمناقب أبی حنیفة: ۴۹

(۳) امامِ اعظم کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تک علم الحدیث کی چھ اَسانید

امامِ اعظم اپنے شیوخ کے ذریعے عبادلہ ثلاثہ میں سے تیسرے فرد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کے علم الحدیث کے بھی چھ نمایاں طرق سے وارث ٹھہرے ہیں۔ یہ چھ طرقِ حدیث درج ذیل ہیں:

۱۔ الإمام أبوحنيفة عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

۲۔ الإمام أبوحنيفة عن زيد بن أسلم مولٰی عمر بن الخطاب عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

۳۔ الإمام أبوحنيفة عن نافع مولٰی عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

۴۔ الإمام أبوحنيفة عن ثابت بن أسلم البناني عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

۵۔ الإمام أبوحنيفة عن ميمون بن مهران عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

۶۔ الإمام أبوحنيفة عن محارب بن دثار الكوفي عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہم

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث کے چھ نقشہ جات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

چوتھا طریق

ثابت بن اسلم البُنانی رضی اللہ عنہ

↓

اِمامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

پانچواں طریق

میمون بن مہران رضی اللہ عنہ

↓

اِمامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

چھٹا طریق

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

↓

محارِب بن دِثار الکوفی رضی اللہ عنہ

↓

اِمامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
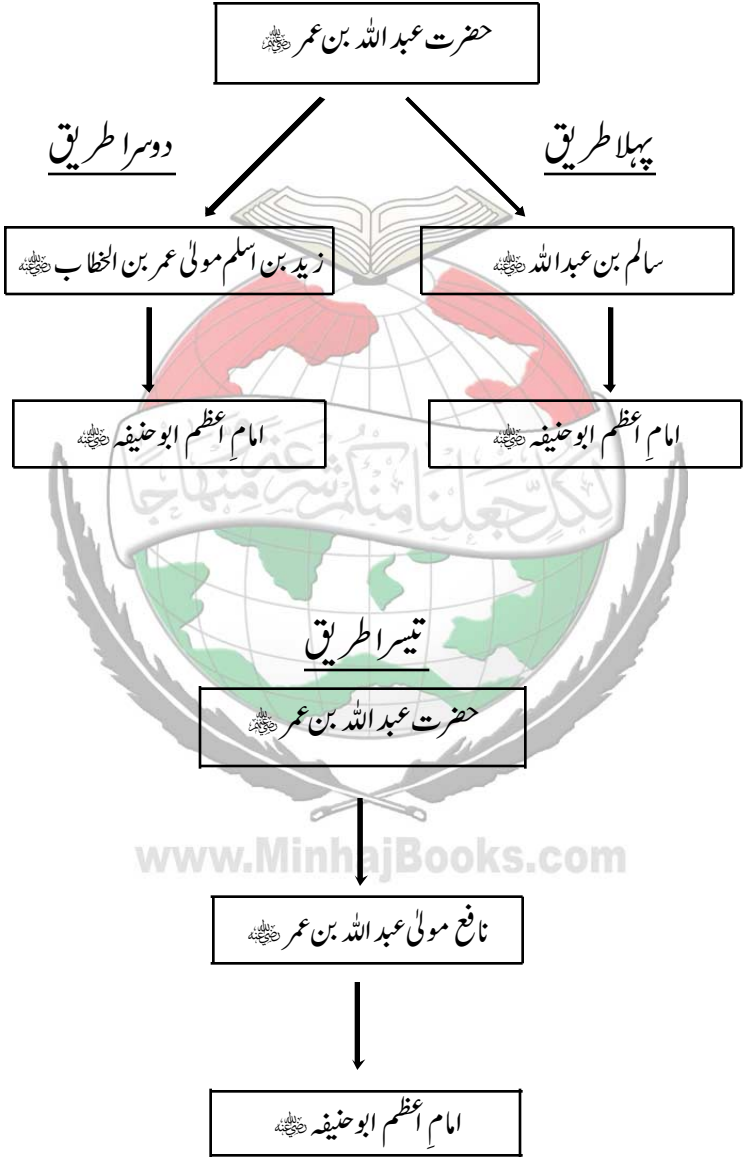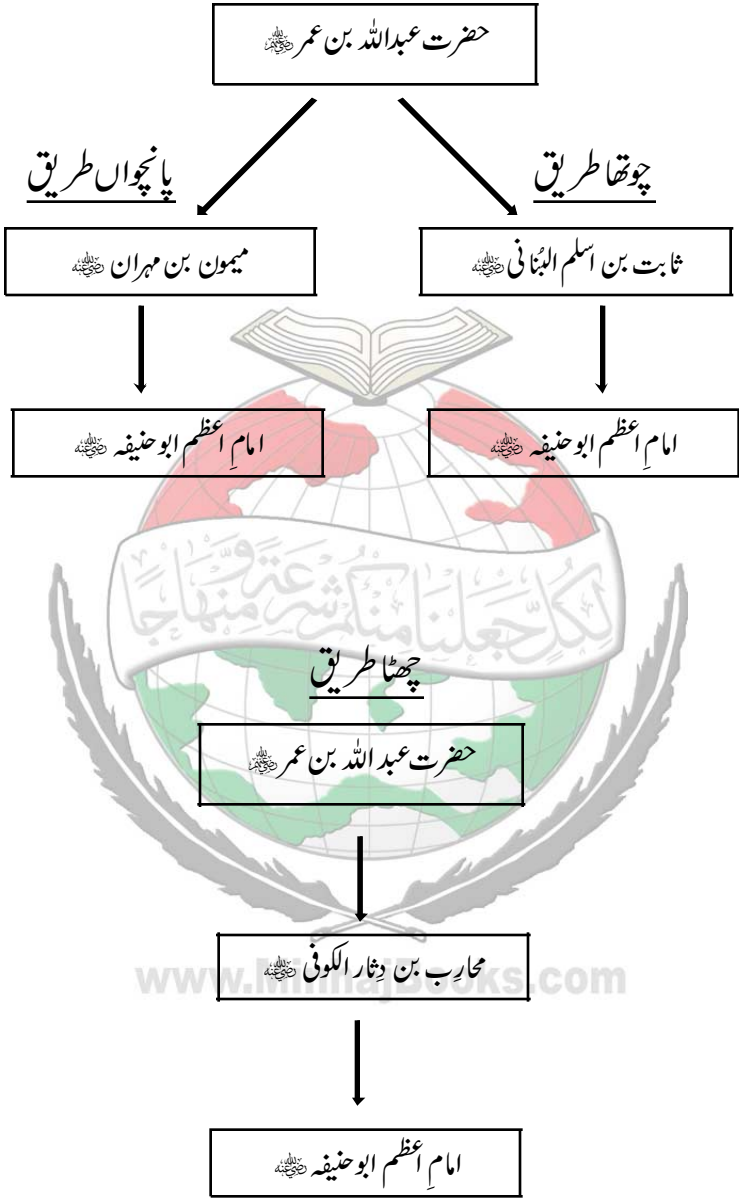
امام اعظم کے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تک طرقِ حدیث میں سے بعض کی تحقیقات ہم پچھلے صفحات میں ذکر کر چکے ہیں، اِن کے طرق میں سے بقیہ تین طرق کا ہم ذیل میں تذکرہ کر رہے ہیں:

۱۔ حضرت نافع مولیٰ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

حضرت ابو عبد اللہ نافع بن ہرمز مدنی عدوی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ محدّثینِ کرام کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱۔ اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابو لبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
۶۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۷۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۸۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا(۱)

امام ابنِ ابی حاتم، خطیب بغدادی، امام نووی اور مزی، امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عن نافع مولیٰ ابن عمر.(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱: ۱۴۴
۲۔ نووی، تهذیب الأسماء واللغات، ۲: ۴۲۴
۳۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۳۶۸

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵
۳۔ نووی، تهذیب الأسماء واللغات، ۲: ۵۰۱
۴۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

’’امام ابوحنیفہ نے حضرت نافع مولیٰ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت ثابت بن اسلم بُنانی رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

امامِ اعظم نے حضرت ثابت بن اسلم بُنانی (۱۲۷ھ) سے علم الحدیث حاصل کیا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یوں ان کے ذریعے بھی امامِ اعظم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث سمیٹا۔ امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق حضرت ثابت نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن مغفل المزنی، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت عمر بن ابی سلمہ مخزومی اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔[1]

امام موفق بن احمد المکی، ابنِ بزاز کردری اور محمد بن یوسف صالحی شامی نے امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں حضرت ثابت کا نام درج کیا ہے۔[2]

۳۔ حضرت مُحارِب بن دِثار رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

حضرت مُحارِب بن دِثار الکوفی (۱۱۶ھ) کا شمار بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں ہوتا ہے جبکہ یہ امامِ اعظم کے شیخ ہیں۔ لہٰذا ان کے ذریعے بھی امامِ اعظم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث حاصل کیا۔ امام ذہبی اور امام عسقلانی کی تحقیق کے مطابق حضرت محارِب نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔[3]

---

(۱) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۲۲۰

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۴۱

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۷۴

۴۔ صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة: ۶۸

(۳) ۱۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۲۱۷

۲۔ عسقلانی، تھذیب التھذیب، ۱۰: ۴۵

خطیب بغدادی، امام مزی اور ذہبی نے امامِ اعظم کے شیوخ میں حضرت محارب کا نام لکھا ہے۔(۱)

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اپنے اکابر شیوخ کے ذریعے سے عبادلہ ثلاثہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے درج بالا اِن طرق کی علمی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ آپ ان حضرات کے علم الحدیث کے بھی بدرجۂ اتم وارث ٹھہرے ہیں۔
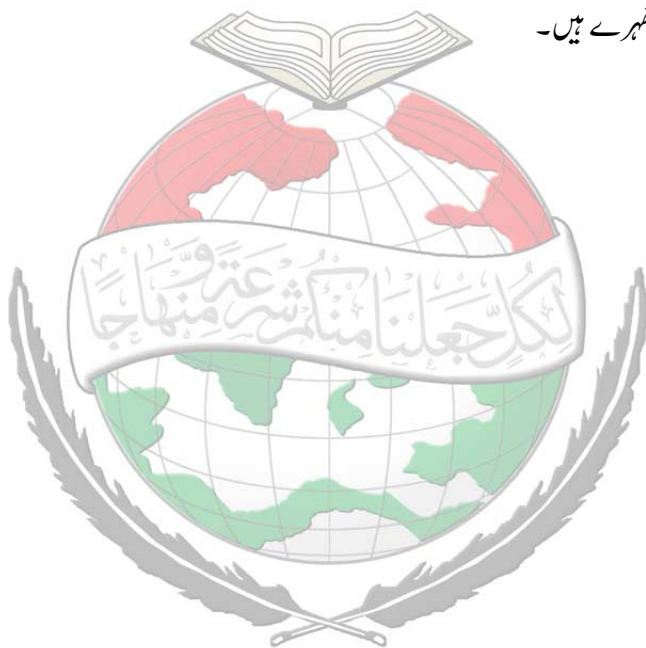
(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۴

۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱

۴۔ امامِ اعظم کی دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنھم تک اَسانیدِ حدیث

امامِ اعظم، خلفائے راشدین، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور عبادلۂ ثلاثہ کے علاوہ اپنے اکابر شیوخ تابعین کے کئی طرق اور واسطوں سے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ جن میں سے ہم امام صاحب کے تین اکابر شیوخ (امام عامر بن شراحیل شعبی، امام حسن بصری اور امام محمد بن المنکدر) کے طرق پر تحقیق درج کر رہے ہیں۔

(۱) امامِ اعظم کی بطریقِ امام شعبیؒ بیالیس صحابہ رضی اللہ عنھم تک متصل اسانید

امامِ اعظم کے اگر بہت سے اکابر تابعین شیوخ نہ بھی ہوتے تو تب بھی آپ کے ایک ہی استاد تابعی اکبر حضرت ابوعمرو عامر بن شراحیل شعبی ہمدانی کوفی (متوفی ۱۰۴ھ) کافی تھے۔ ان کی ولادت ۱۷ ہجری میں ہوئی جو کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ کتب اسماء الرجال کے مطابق آپ نے پانچ سو (۵۰۰) صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جبکہ ایک سو پچاس (۱۵۰) کے قریب صحابہ سے علم الحدیث لیا۔ اس لحاظ سے یہ سارے صحابہ امام شعبی کے حدیث میں استاذ ہیں۔

۱۔ امام شعبی خود ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أدركت خمس مائة من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو أكثر.[1]

’’میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ سو یا اس سے زیادہ صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۶: ۴۵۰
۲۔ سليمان بن خلف باجی، التعديل والتجريح، ۳: ۹۹۳
۳۔ ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۸۱
۴۔ عسقلانی، تہذيب التہذيب، ۵: ۵۹

۲۔ امام ابنِ حبان نے امام شعبی کو ثقات تابعین میں شمار کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے:

روی عن خمسين و مائة من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم.[1]

’’امام شعبی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سو پچاس (۱۵۰) صحابہ کرام سے حدیث روایت کی ہے۔‘‘

امام شعبی نے جن جلیل القدر صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے ان میں سے درج ذیل بیالیس (۴۲) صحابہ کرام کے اسماء معتبر کتبِ اسماء الرجال سے معلوم ہو سکے ہیں:

۱۔ حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت براء بن عازِب رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت جَرِیر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت زید بن اَرقَم رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت سعید بن زَید رضی اللہ عنہ
۱۴۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
۱۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
۱۶۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ
۱۸۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

(۱) ابن حبان، الثقات، ۵: ۱۸۶

۲۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۲۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۲۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ
۲۵۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
۲۷۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ
۲۸۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
۲۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
۳۰۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ
۳۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
۳۲۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ
۳۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
۳۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ
۳۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۳۷۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۳۸۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۳۹۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا
۴۰۔ حضرت اَسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا
۴۱۔ حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا
۴۲۔ حضرت ام ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا(۱)

امام شعبی، امام اعظم کے حدیث میں شیخِ اکبر ہیں

۱۔ امام موفق بن احمد المکی، حصکفی، امام مزی، ذہبی اور سیوطی جیسے اکابر محدّثین نے

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۲۲۷
۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۴: ۲۸۔ ۳۱
۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۵۸

نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں امام شعبی کا نام لکھا ہے۔[(۱)]

۲۔ امام ذہبی نے 'تذکرۃ الحفاظ' میں امام شعبی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اِن سے روایت کیا ہے، آگے صراحت کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے:

هو أكبر شيخ لأبي حنيفة.[(۲)]

''آپ امام ابوحنیفہ کے سب سے بڑے شیخ ہیں۔''

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شعبی نے **۱۵۰** صحابہ کرام سے پوری دنیا کا علم سمیٹ کر اپنے شاگرد امامِ اعظم کو منتقل کیا جس سے صرف اسی ایک طریق سے امام صاحب کے مقامِ حدیث کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
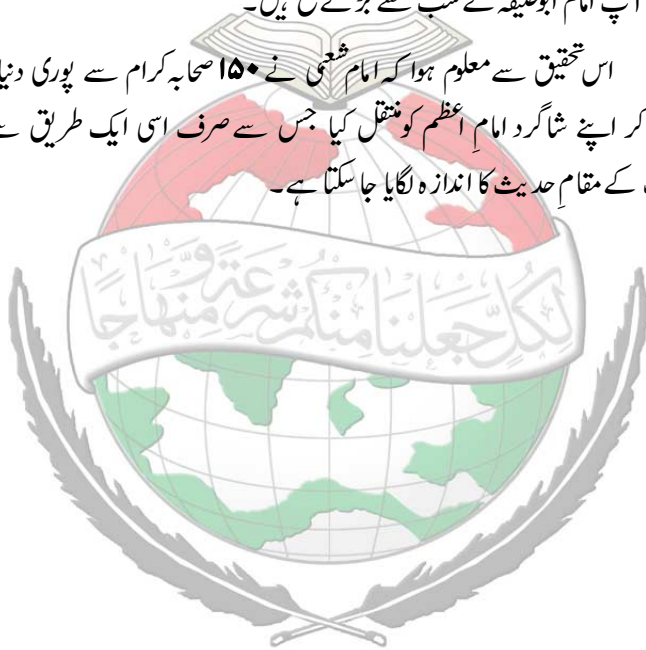
(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۷
۲۔ حصكفى، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۹، رقم: ۳۸۷
۳۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۴: ۳۳
۴۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱
۵۔ سيوطی، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ۴۷

(۲) ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۷۹

(۲) امامِ اعظم کی بطریقِ امام حسن البصری ؒ نو صحابہ ؓ تک متصل اسانید

امام اعظم ابو حنیفہ ؓ کے اکابر صحابہ کرام کے علم الحدیث کے وارث ہونے میں دوسرا اہم واسطہ امام ابو سعید حسن بن ابی الحسن یسار بصری (۱۱۰ھ) کا ہے۔

شیوخِ امام حسن البصری ؒ

۱۔ عثمان بن عفان ؓ	۲۔ عبد اللہ بن عباس ؓ	۳۔ عبد اللہ بن عمر ؓ
۴۔ سمرہ بن جندب ؓ	۵۔ مغیرہ بن شعبہ ؓ	۶۔ ابو بکرہ ؓ
۷۔ جابر بن عبد اللہ ؓ	۸۔ عمران بن حصین ؓ	۹۔ عبدالرحمن بن سمرہ ؓ

↓

امام حسن البصری ؓ

↓

امامِ اعظم ابو حنیفہ ؓ
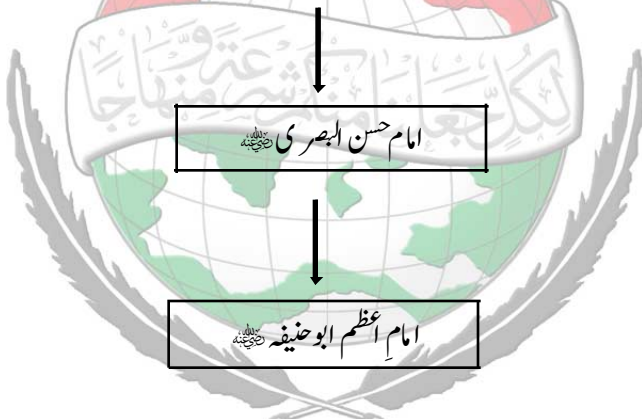
امام حسن بصری ؓ کے طریق کی تحقیق

امام حسن بصری وہ خوش قسمت تابعی ہیں جنہوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پرورش پائی۔ امام حسن بصری نے بہت سارے صحابہ اور سینکڑوں اکابر تابعین سے علم الحدیث سمیٹ کر اپنے شاگرد ابو حنیفہ کو عطا فرمایا۔

امام ذہبی کے مطابق امام حسن بصری نے درج ذیل صحابہ کرام سے علم الحدیث

حاصل کیا:

۱۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ [1]

امام حصکفی نے 'مسند امام اعظم' میں بذاتِ خود امام اعظم کا قول نقل کیا ہے کہ امام حسن بصری حدیث میں اُن کے شیخ اور استاد ہیں۔ [2]

(۱) ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۷۱
(۲) حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۹، رقم: ۳۸۷

(۳) امام اعظم کی بطریقِ امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک متصل اسانید

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکابر صحابہ کرام کے علم الحدیث کے وارث ہونے میں تیسرا اہم طریق امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱ھ) کا ہے۔

شیوخِ امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۳۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ	٦۔ ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ
۷۔ ابو اُمامہ الباہلی رضی اللہ عنہ	۸۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۹۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۰۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱۔ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا	

امام محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

امام محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ کے طریق کی تحقیق

امام ابوعبد اللہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی امام اعظم کے شیوخ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے

درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث اخذ کر کے امامِ اعظم کو منتقل کیا:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عبد اللہ زبیر رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۰۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۱۱۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (۱)

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

سمع عن محمد بن المنكدر. (۲)

''آپ نے محمد بن منکدر سے سماع کیا۔''

ان کے علاوہ امام موفق، مزی، ذہبی اور سیوطی نے بھی امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ امام محمد بن منکدر آپ کے حدیث میں شیخ اور استاد ہیں۔ (۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۲۱۹
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۹۷
۳۔ ابن حبان، الثقات، ۵: ۳۵۰
۴۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۶: ۵۰۴۔۵۰۵
۵۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۳۵۳۔۳۵۴

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۵

(۳) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة، ۱: ۳۹
۲۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

خلاصۂ بحث

اگر آپ کے سلسلۂ اساتذہ کی عمیق نظروں سے تحقیق کی جائے تو کئی تصانیف وجود میں آ سکتی ہیں مگر اختصاراً بات کو سمجھانے کے لئے اس پر اکتفا کرنا کافی ہے کہ امامِ اعظم کے وہ اکابر اساتذہ جنہیں تابعیت کا شرف حاصل ہے کتنے ہی کبار اور جلیل القدر صحابہ کرام کے شاگرد ہیں لہٰذا امامِ اعظم تک ان تابعین شیوخ کے ذریعے سینکڑوں صحابہ کرام کا علم الحدیث پہنچا۔ امامِ اعظم تک بیسیوں صحابہ کا علم امام شعبی کے ذریعے پہنچا اور سینکڑوں صحابہ کا علم امامِ اعظم تک حضرت علقمہ بن قیس، قاضی شریح، حضرت مسروق بن اَجدع، حضرت اسود بن یزید، حضرت عبیدہ سلمانی، حضرت حارث بن قیس اور حضرت عمرو بن شرحبیل کے ذریعے پہنچا۔ اسی طرح امامِ اعظم نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت حسن بصری، حضرت محمد بن منکدر، حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر، حضرت نافع مولیٰ ابنِ عمر، حضرت زید بن اسلم، حضرت عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس، حضرت عمرو بن دینار، حضرت عطاء بن ابی رِباح، حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہم اور دیگر اعاظم شیوخ کے ذریعے بے شمار صحابہ کا علم الحدیث حاصل کیا۔ یہ سب طرق اور واسطے امامِ اعظم کے علم الحدیث کے منابع، ماخذ اور مصادر ہیں۔ اِن بلند پایہ طرق اور سلاسل کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ امامِ اعظم نے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے اپنے شیوخ کے ذریعے سر زمینِ مکہ مکرمہ کا علم الحدیث بھی حاصل کیا، مدینہ منورہ کے علم الحدیث سے بھی فیضیاب ہوئے، اپنے مولد کوفہ کے جمیع علم الحدیث سے بھی مستفید ہوئے اور بصرہ حتیٰ کہ شام کے علم الحدیث سے بھی آپ کو وافر حصہ میسر آیا۔

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۱

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۸

باب دوم

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ نو اَئمہ اہلِ بیتِ نبوی کے علم الحدیث کے وارث ہیں

گزشتہ باب میں ہم نے بالتفصیل امامِ اعظم کے ان طرق اور اسانیدِ حدیث پر روشنی ڈالی ہے جو ان کے اور خلفائے راشدین اور دیگر اکابر صحابہ کے درمیان متصل ہیں۔ اس باب میں ہم ان اسنادِ حدیث کا تذکرہ کر رہے ہیں جو امام صاحب کو ائمہ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ سے مربوط کر رہے ہیں۔ مدعائے تحقیق یہ ہو گا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ائمہِ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ امامِ اعظم کے دور میں اہلِ بیتِ اطہار کے جتنے امام موجود تھے اور جن سے علمِ نبوت ﷺ کے چشمے جاری ہو رہے تھے، آپ نے ایک ایک کی بارگاہ سے حصولِ فیض کیا۔ اہلِ بیتِ اطہار میں سے نو (۹) اکابر حضرات امامِ اعظم کے شیوخ ہیں۔ اہلِ بیتِ اطہار ہونے کی حیثیت سے ان میں سے اکثر کا علمی سلسلہ سیدنا مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے توسط سے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ تک جاتا ہے۔ فقہ و حدیث کے کسی بھی امام کو امام ابو حنیفہ کی طرح کثیر ائمہ اہلِ بیت سے فیضیاب ہونے کا یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔ ان تمام طرق اور سلاسل کے ذریعے اہلِ بیت کا وسیع ذخیرۂ علم الحدیث امامِ اعظم کے حصہ میں آیا۔ ذیل میں ہم ترتیب وار آپ کے ان شیوخ اور ان کی اسناد کا ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام محمّد الباقر عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا تعارف

آپ کا پورا نام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین المعروف محمد الباقر ہے۔ آپ کا مکمل سلسلہ نسب یوں ہے: محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ آپ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ منورہ میں ۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔ آپ مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔

آپ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہ ۶۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ

آپ کی روایات اپنے نانا حضرت حسن بن علی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے مروی سنن نسائی میں موجود ہیں جبکہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے آپ کی روایت سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔[1]

امام محمد الباقر، امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی، امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کے ترجمہ میں ان کے شیوخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

روى عن أبي جعفر محمد بن علي.[2]

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۱۔۴۰۲
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۶

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

''امام ابوحنیفہ نے امام ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے۔''

امام محمد الباقر وہ خوش نصیب شخص ہیں جنہیں تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ کی زبانی سلام بھیجا تھا۔ اس روایت کو امام ابنِ عساکر، سبط ابنِ جوزی، ابنِ تیمیہ، احمد بن حجر المکی اور علامہ مؤمن بن حسن شبلنجی نے بیان کیا ہے۔

۱۔ ابوزبیر سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے جبکہ (بڑھاپے کے باعث) آپ کی نظر اور دانت کمزور ہو چکے تھے۔ اس دوران امام علی بن حسین زین العابدین اپنے چھوٹے بیٹے محمد الباقر کے ہمراہ تشریف لائے، انہوں نے آ کر آپ کو سلام کیا اور تشریف فرما ہو کر اپنے بیٹے محمد الباقر سے کہا کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ اور جھک کر ان کے سر کا بوسہ لو، بچے نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت جابر ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ میرا بیٹا محمد ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ نے بچے کو سینے سے لگایا اور رو دیئے پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے محمد! حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کے لئے سلام بھیجا ہوا ہے۔ ان کے کسی ساتھی نے آپ سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كنت عند رسول الله ﷺ، فدخل عليه الحسين بن علي فضمّه إليه وقبّله وأقعده إلى جنبه. ثم قال: يولد لإبني هذا إبن يقال له علي. إذا كان يوم القيامة نادى منادٍ من بطنان العرش ليقم سيد العابدين فيقوم هو، ويولد له محمّد، إذا رأيته يا جابر! فاقرأ عليه السّلام منّي واعلم أن بقائك بعد ذلك اليوم قليل.

......۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

۴۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۴۰۱

۵۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۶

فما لبث جابر بعد ذلک الیوم إلا بضعة عشر یومًا حتی توفّي.(۱)

’’میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ اس دوران آپ کے پاس حسین بن علی تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور ان کا بوسہ لے کر انہیں اپنے پہلو مبارک میں بٹھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس بیٹے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا دینے والا عرش کی پہنائیوں سے ندا دے گا کہ سید العابدین کھڑا ہو جائے تو وہ لڑکا کھڑا ہو جائے گا۔ اُس کے ہاں ایک لڑکا محمد پیدا ہوگا، اے جابر! جب تم اسے دیکھو تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور جان لینا کہ اس دن کے بعد تمہاری زندگی کم رہ جائے گی۔

’’چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس دن کے بعد دس سے کچھ دن اوپر حیات رہ کر وصال فرما گئے۔‘‘

۲۔ امام سبط ابنِ جوزی یوسف بن فرغلی (۶۵۴ھ) نے دوسری روایت ایسے بیان کی ہے کہ امام ابوجعفر محمد الباقر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

محمّد بن علي بن الحسین!

’’محمد بن علی بن حسین!‘‘

انہوں نے کہا:

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۴: ۲۷۶
۲۔ سبط ابن جوزی، تذکرة الخواص: ۳۰۳
۳۔ ابن تیمیة، منهاج السنة النبویة، ۴: ۱۱
۴۔ ابن حجر مکی، الصواعق المحرقة، ۲: ۵۸۶
۵۔ شبلنجی، نور الأبصار فی مناقب آل بیت النبی المختار: ۲۸۸

ادن مني.

’’آپ میرے قریب ہو جائیے۔‘‘

پس جب وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا، پھر ان سے کہا:

رسول الله ﷺ يسلّم عليك.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔‘‘

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

اکابر تابعین اور اجل محدّثین نے اِن کے بلند علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام محمد الباقر نے امام ابوحنیفہ کو کسی مسئلہ پر جواب دیا تو امامِ اعظم نے آپ کی علمی ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

ما رأيت جواباً أفحم منه.(۲)

’’میں نے اس سے زیادہ ساکت کر دینے والا جواب کوئی نہیں سنا۔‘‘

امامِ اعظم نے چار ہزار (۴,۰۰۰) شیوخ کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا لیکن آپ نے اپنے اور کسی استاذ کے علمی اعترف میں ایسے کلمات نہیں کہے۔ امام محمد الباقر کے حق میں امام صاحب کا یہ ایک قول ہی اُن کے بلند پایہ تفقہ کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔

۲۔ امام محمد الباقر کے شاگرد امام عبد اللہ بن عطاء المکی نے آپ کا علمی مقام بیان

(۱) سبط ابن جوزی، تذکرة الخواص: ۳۰۳

(۲) سبط ابن جوزی، تذکرة الخواص: ۳۰۲

کرتے ہوئے فرمایا:

ما رأيت العلماء عند أحد أصغر علمًا منهم عند أبي جعفر، لقد رأيت الحكم عنده كأنه متعلّم. (۱)

’’میں نے علماء کو ان سے کم علم والے کسی بھی شخص کے پاس نہیں دیکھا، (اور) انہی (علماء) میں سے بعض ابو جعفر (امام محمد الباقر) کے پاس حاضر ہوتے، میں نے حَکَم بن عُتَیبہ جیسے شخص کو اُن کے پاس متعلم کی حیثیت سے دیکھا۔‘‘

امام حَکَم بن عُتَیبہ (متوفی ۱۱۳ھ) کا شمار اکابر محدّثین میں ہوتا ہے، وہ بھی امام محمد الباقر کے پاس تلمیذ کی حیثیت سے حاضر ہوتے۔

۳۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے امام محمد الباقر کے بارے میں فرمایا:

كان ثقة كثير الحديث. (۲)

’’آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔‘‘

۴۔ امام ابنِ برقی (۲۴۹ھ) نے کہا:

كان فقيهاً فاضلًا. (۳)

’’آپ فضیلت کے حامل فقیہ تھے۔‘‘

۵۔ امام ابنِ خلکان (۶۸۱ھ) نے امام محمد الباقر کے علمی مقام پر لکھا ہے:

(۱) ۱۔ أبو نعيم أصبهانی، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۳: ۱۸۶
۲۔ ابن جوزی، صفة الصفوة، ۲: ۱۱۰
۳۔ سبط ابن جوزی، تذكرة الخواص: ۳۰۲

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۳۱۲

(۳) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۳۱۲

كان الباقر عالمًا، سيّدًا كبيرًا، و إنما قيل له الباقر: لأنه تبقّر فى العلم، أى توسّع. (۱)

''امام الباقر بڑے عالم اور عظیم سردار تھے، آپ کو 'الباقر' کا لقب اس لیے دیا گیا کیونکہ آپ نے علم میں وسعت حاصل کی۔''

٦۔ امام ذہبی (۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ یوں کیا ہے:

وشُهِرَ أبو جعفر: بالباقِر، من: بَقَرَ العلمَ أى شقّه فعرَف أصْلَهُ وخَفِيَّهُ. ولقد كان أبو جعفر إماماً، مجتهدًا، تالِيًا لكتاب الله، كبيرَ الشأن. (۲)

''امام ابوجعفر ''الباقر'' کے نام سے مشہور ہیں۔ (الباقر) کا مطلب ہے: آپ نے علم کا سینہ چاک کر کے اس کی اصل اور مخفی کی معرفت حاصل کر لی۔ ابوجعفر، امام، مجتہد، قرآن سے لگاؤ رکھنے والے اور بڑی شان کے مالک تھے۔''

۷۔ امام ذہبی نے آپ کے تذکرہ میں یوں بھی لکھا ہے:

وقد عدَّه النسائي وغيره فى فقهاء التّابعين بالمدينة. واتّفق الحفّاظ على الاحتجاج بأبي جعفر. (۳)

''امام نسائی وغیرہ نے آپ کو مدینہ کے فقہاء میں شمار کیا ہے۔ حفاظِ حدیث امام ابوجعفر کے حجت ہونے پر متفق ہیں۔''

(۱) ابن خلكان، وفيات الأعيان، ۴: ۱۷۴
(۲) ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۲
(۳) ذهبى، سير أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۲

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان علمی مکالمہ

۱۔ امامِ اعظم کے معروف شاگرد امام عبد اللہ بن مبارک، امامِ اعظم کی سیدنا امام الباقر سے ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام صاحب کی امام محمد الباقر سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔ امامِ اعظم پر بعض حاسدین نے ترکِ احادیث کا الزام لگا رکھا تھا چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو امام باقر نے ان سے پوچھا:

أنت الذي خالفتَ أحاديث جدّي ﷺ بالقياس؟

''کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جدِ امجد ﷺ کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟''

امامِ اعظم نے کہا: معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں تو عرض کرتا ہوں، آپ کی عزت و حرمت ہم پر ایسے ہی لازم ہے جیسے آپ کے جدِ امجد حضور نبی اکرم ﷺ کی حرمت صحابہ پر تھی۔ امام باقر تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب بھی آپ کے روبرو بیٹھ گئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ ان کے جواب مرحمت فرما دیں؟ پہلا سوال یہ ہے کہ

الرجل أضعف أم المرأة؟

''مرد ضعیف ہے یا عورت؟''

انہوں نے فرمایا: عورت۔ پھر امام ابوحنیفہ نے عرض کیا: عورت کا وراثت میں کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے۔ یہ جواب سن کر امام ابوحنیفہ نے عرض کیا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دين جدّک لكان ينبغي فی القياس أن يكون للرجل سهم وللمرأة سهمان لأن المرأة أضعف من

الرّجل.

”یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اور اگر میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے بدلنا چاہتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو کیونکہ مرد کی نسبت عورت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔“

پھر امامِ اعظم نے دوسرا سوال عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز۔ اس پر امام ابو حنیفہ نے کہا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دین جدّک فالقیاس أن المرأة إذا طهرت من الحیض أمرتها أن تقضی الصّلوة ولا تقضی الصّوم.

”یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اگر میں نے آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کر دیا ہوتا تو قیاس یہ کہتا ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اُسے حکم دیا جائے کہ روزہ قضا کرنے کی بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے۔“

پھر امام ابوحنیفہ نے تیسرا سوال عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیشاب۔ اس پر امامِ اعظم نے کہا:

فلو کنت حوّلت دین جدّک بالقیاس لکنت أمرت أن یغتسل من البول و یتوضّأ من النّطفة لأنّ البول أقذر من النّطفة، ولکن معاذ اللہ أن أحوّل دین جدّک بالقیاس.

”اگر میں نے قیاس سے آپ کے نانا کا دین بدل دیا ہوتا تو میں فتویٰ دیتا کہ پیشاب کرنے پر غسل کرنا چاہیے اور منی خارج ہونے پر وضو کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہوتا ہے لیکن معاذ اللہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے تبدیل کروں۔“

یہ سنتے ہی امام محمدؓ الباقر اپنے مقام سے اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے، آپ کو شرف و تکریم سے نوازا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔[1]

اس رِوایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امامِ اعظم کے فہم قرآن و حدیث اور بلند پایہ قیاس و مجتہدانہ بصیرت کے خلاف مخالفین نے اس قدر پراپیگنڈہ کیا تھا کہ امام محمد الباقر جیسے اَجل امام نے بھی آپ سے اس خدشہ کا اظہار کیا۔ جب امام صاحب نے مختلف مثالیں دے کر اپنی فقیہانہ بصیرت کا اظہار کر دیا تو امام باقر نے نہ صرف اپنا الزام واپس لے لیا بلکہ امام ابو حنیفہ کی علمی، فقہی اور اجتہادی صلاحیت کی تصدیق فرماتے ہوئے قیام فرما ہو کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور آپ کی پیشانی پر بوسہ بھی دیا۔ اس کی تائید درج ذیل رِوایات سے بھی ہوتی ہے:

۲۔ سنن الترمذی اور سنن ابن ماجہ کے راوی ابوحمزہ ثُمالی (۱۴۸ھ) بیان کرتے ہیں:

كنّا عند أبي جعفر محمّد بن علي، فدخل عليه أبو حنيفة، فسأله عن مسائلَ فأجابه محمّد بن علي، ثم خرج أبو حنيفة، فقال لنا أبو جعفر: ما أحسَنَ هَدْيَه وسَمْتَه، وَما أكثَرَ فِقهَه.[2]

’’ہم امام ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ امام ابوحنیفہ نے ان کے پاس حاضر ہوکر آپ سے چند مسائل کے بارے میں دریافت کیا۔ پس امام محمد بن علی نے ان کو جواب دیا۔ پھر جب ابوحنیفہ چلے گئے تو امام ابوجعفر

(۱) ا۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۱۶۸

۲۔ ابن حجر مکی، الخیرات الحسان: ۷۶

۳۔ ابو زھرة، أبو حنيفة: ۷۱

(۲) ا۔ ابن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ۱۹۳

۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة: ۳۳

نے ہمیں فرمایا: اس شخص کی ہدایت کتنی اچھی ہے، اس کا راستہ کتنا نمایاں ہے اور اس کو دین کا کتنا زیادہ فہم حاصل ہے۔‘‘

۳۔ ایک مرتبہ امامِ اعظم مکہ مکرمہ میں امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ابوحنیفہ! میں آپ کو (نگاہِ بصیرت سے) دیکھ رہا ہوں کہ

أنت تحيي سنّة جدّي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد اندرست، و تكون معيناً لكلّ ملهوف وغياثاً لكلّ مهموم، يسلك بك المتحيّرون إذا وقفوا، تهديهم إلى الواضح من الطريق إذا تحيّروا، فلك من الله العون والتوفيق حتى تشارك الربّانيّين في الطريق.[1]

’’آپ میرے نانا کی مِٹی ہوئی سنت کا احیاء کریں گے، آپ ہر غم زدہ کے مدد گار ہوں گے اور ہر مصیبت زدہ کے فریاد رس ہوں گے، پریشان حال لوگ جب کوئی راہِ نجات نہ پائیں گے تو آپ کے ذریعہ سے چلیں گے، آپ راستہ بھولنے والے لوگوں کی واضح طریق کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مدد و توفیق حاصل ہوگی یہاں تک کہ آپ راہِ طریقت میں اہل اللہ کے شریک کار ہو جائیں گے۔‘‘

امام ابونعیم، سعید بن عفیر اور مصعب زبیری کے مطابق امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۱۴ھ میں ہوا۔[2]

(۱) کردری، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۳۱

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۹

۲۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام زید بن علی رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام زيد بن علي عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
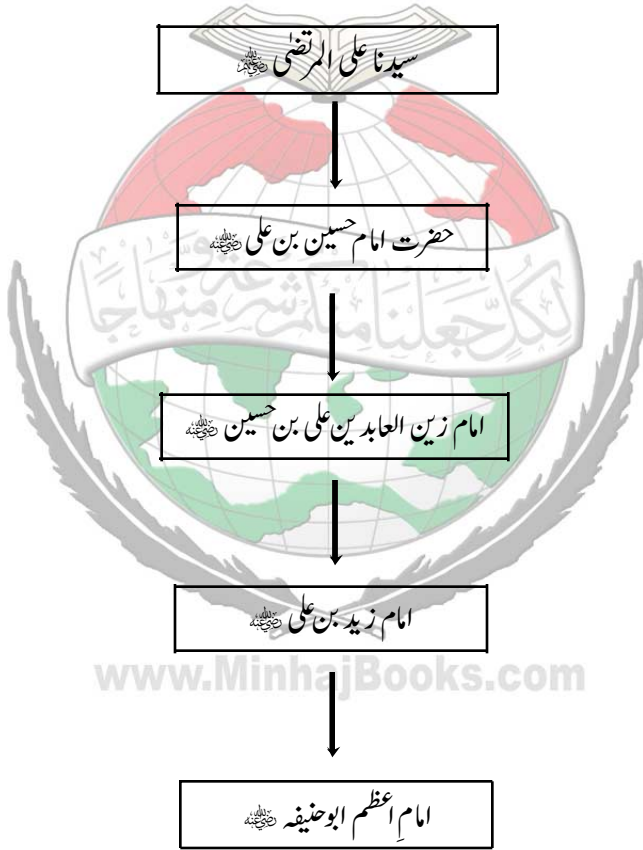
امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا تعارف

امامِ اعظم، امام محمد الباقر کے بھائی اور امام زین العابدین کے دوسرے بیٹے امام زید کے بھی شاگرد ہیں۔ آپ کا مکمل سلسلہ نسب یوں ہے: زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد امام زین العابدین کے طریق سے سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین اور امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا۔

امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) امام زید کو اپنی کتاب الثقات میں تابعی شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رأى جماعة من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.[1]

''امام زید نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا ہے۔''

امام زید نے درج ذیل اکابر تابعین سے براہ راست روایتِ حدیث کی ہے:

۱۔ اپنے والدِ گرامی امام زین العابدین
۲۔ اپنے بھائی امام محمد الباقر
۳۔ اَبان بن عثمان
۴۔ عروہ بن زبیر
۵۔ عبید اللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ تعالیٰ[2]

امام موفق بن احمد المکی اور صاحبِ ''السیرۃ الشامیہ'' امام محمد بن یوسف صالحی نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیوخ کی فہرست میں امام زید کا نام درج کیا

(۱) ابن حبان، الثقات: ۴: ۲۴۹

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۰: ۹۶
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۳: ۳۶۲

ہے۔[1]

امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ اہلِ بیت اور محدّثینِ عظام نے ان کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام محمد باقر کے بیٹے امام جعفر صادق (۱۴۸ھ) نے اپنے چچا امام زید کے علمی مقام کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

كان والله أقرأنا لكتاب الله، وأفقهنا في دين الله، وأوصلنا للرحم، والله ما ترك فينا لدنيا ولا لآخرة مثله.[2]

’’اللہ رب العزت کی قسم! امام زید ہم میں سب سے زیادہ قرآن کو پڑھنے والے، اللہ کے دین کی ہم میں سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے اور ہم میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کی مثل کوئی بھی موجود نہیں۔‘‘

۲۔ امام جعفر صادق نے ایک اور موقع پر امام زید کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

رحم الله عمّي، كان والله سيّدًا، لا والله ما ترك فينا لدنيا ولا لآخرة مثله.[3]

’’اللہ تعالیٰ میرے چچا زید پر رحم فرمائے، اللہ رب العزت کی قسم! وہ سردار تھے،

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۴۴
۲۔ صالحی، عقود الجمان: ۷۲

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۰: ۹۷
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۳۹۰

(۳) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۱۹: ۴۵۸

اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا اور آخرت میں اب ہمارے درمیان ان کی مثل کوئی بھی موجود نہیں۔‘‘

۳۔ محدّثِ اکبر امام شعبی (۱۰۴ھ) نے امام زید کے متعلق فرمایا:

واللہ ما ولدت النساء أفضل من زید بن علي ولا أفقه ولا أشجع ولا أزهد. (۱)

’’اللہ تعالیٰ کی قسم! کسی عورت نے بھی زید بن علی سے زیادہ فضیلت کا حامل، ان سے زیادہ فقیہ، ان سے زیادہ شجاع اور ان سے زیادہ زاہد پیدا نہیں کیا۔‘‘

۴۔ امام ابو اسحاق سبیعی (۱۲۸ھ) نے امام زید کے متعلق بیان کیا:

رأیت زید بن علي، فلم أر في أھله مثله، ولا أعلم منه، ولا أفضل، وکان أفصحھم لسانًا، وأکثرھم زھدًا وبیانًا. (۲)

’’میں نے زید بن علی کو دیکھا ہے، میں نے ان کے گھر والوں میں سے کسی ایک کو بھی ان جیسا نہ پایا، نہ ان سے بڑھ کر کسی کو علم میں پایا اور نہ ہی کسی کو فضیلت میں ان سے زیادہ دیکھا، وہ ان میں سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے اور ان میں زہد و بیان میں سب سے بڑھ کر تھے۔‘‘

۵۔ امام اعمش (۱۴۷ھ) آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

ما کان في أھل زید بن علي مثل زید، ولا رأیت فیھم أفضل منه، ولا أفصح ولا أعلم ولا أشجع. (۳)

(۱) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

(۲) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

(۳) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

’’امام زید بن علی کے گھرانہ میں کوئی بھی امام زید کی مثل نہیں ہوا، میں نے ان کے گھرانہ میں ان سے زیادہ فضیلت والا، ان سے زیادہ فصیح، ان سے زیادہ عالم اور ان سے زیادہ شجاع کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۶۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شیخ امام زید کے علمی مقام پر یوں تبصرہ کیا:

شاهدت زيد بن علي، كما شاهدت أهله فما رأيت في زمانه أفقه منه، ولا أعلم، ولا أسرع جوابًا، ولا أبين قولًا. [۱]

’’میں نے زید بن علی کے پاس حاضری دی جیسا کہ ان کے خاندان سے شرفِ ملاقات ہوئی، میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہ، ان سے زیادہ عالم، ان سے زیادہ حاضر جواب اور ان سے زیادہ بات کی وضاحت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۷۔ امام مزی (۷۴۲ھ) نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى له أبو داود والترمذي والنسائي في مسند علي وابن ماجة. [۲]

’’امام ابوداؤد، ترمذی (نے سنن میں)، نسائی نے مسند علی میں اور ابنِ ماجہ نے (سنن میں) امام زید سے روایت کیا ہے۔‘‘

امام ذہبی کے مطابق امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲۲ھ میں ہوا۔ [۳]

(۱) ابو زهرة، ابوحنيفة: ۷۰ (بحواله الروض النضير)

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۱۰: ۹۷

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۳۹۰

٣۔ اِمامِ اَعظم ﷺ کا امام عبداللہ بن علی ﷺ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام عبد الله بن علي عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب ﷺ

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
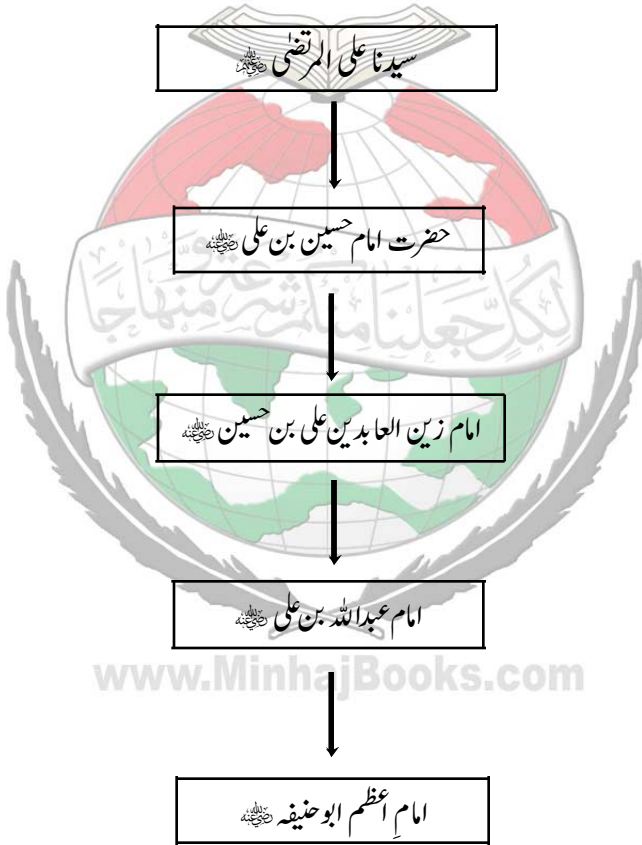
امام عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہ کا تعارف

آپ کا مکمل سلسلۂ نسب یوں ہے: عبد اللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔

۱۔ امام عبداللہ بن علی نے اپنے والد کے چچا حضرت حسن بن علی بن ابی طالب اور اپنے والد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔[1]

۲۔ امام ترمذی اور امام نسائی نے امام عبد اللہ سے اپنی السنن میں روایت کیا ہے۔[2]

۳۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے امام عبد اللہ بن علی کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔[3]

امام صالحی شامی نے امام عبد اللہ بن علی کا نام امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں لکھا ہے۔[4]

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۵: ۳۲۱
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۲۸۴

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۵: ۳۲۱
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۲۸۴

(۳) ابن حبان، الثقات، ۷: ۲

(۴) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة: ۷۷

۴۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام جعفر الصادق عن الإمام محمّد الباقر عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضي الله عنهم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
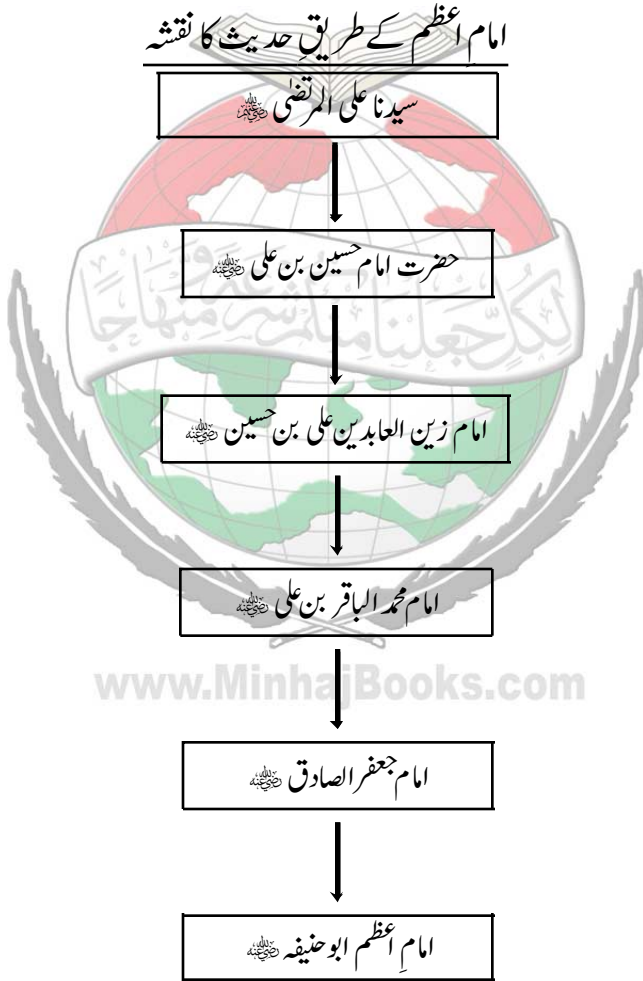
امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام جعفر کی کنیت ابوعبد اللہ اور ابو اسماعیل جبکہ لقب صادق ہے۔ آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی حضرت فروہ بنتِ قاسم بن محمد تھیں اور حضرت فروہ کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت اسماء بنتِ عبد الرحمٰن تھیں۔ اسی نسبت کے باعث امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

ولدني الصديق مرتين.[1]

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت سے میری دو مرتبہ ولادت ہوئی ہے۔''

امام جعفر نے اپنے والد محمد الباقر اور اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

۱۔ عبید اللہ بن ابی رافع
۲۔ عروہ بن زبیر
۳۔ عطاء بن ابی رباح
۴۔ نافع مولیٰ ابنِ عمر
۵۔ محمد بن منکدر
۶۔ ابنِ شہاب زہری
۷۔ مسلم بن ابی مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین[2]

امام موفق بن احمد المکی، امام مزی اور امام ذہبی کے مطابق امام جعفر الصادق،

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۵: ۷۴۔ ۷۵
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۲۵۵

امامِ اعظم ابو حنیفہ ﷺ کے حدیث میں شیخ ہیں۔[1]

امام جعفر الصادق ﷺ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہِ کرام اور محدّثینِ عظام نے آپ کے بلند علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ صالح بن ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر بن محمد ﷺ کو بذاتِ خود بیان کرتے ہوئے سنا:

سلوني قبل أن تفقدوني فإنّه لا يحدّثكم أحد بعدي بمثل حديثي.[2]

''مجھ سے (علم الحدیث کے متعلق) سوال کیا کرو قبل اس سے کہ تم مجھے نہ پاؤ (یعنی میرا وصال ہو جائے) کیونکہ میرے بعد تمہیں میری طرح کوئی بھی حدیث بیان نہیں کرے گا۔''

۲۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کس شخص کو سب سے بڑا فقیہ دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد.[3]

''میں نے امام جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔''

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۲
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۶
۳۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۲۵۶

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۹
۲۔ ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۳) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۹
۲۔ ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

۳۔ امامِ اعظم نے اپنے استاد امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ منورہ میں دو سال شاگردی اختیار کی۔ آپ نے ان دو سالوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنے شیخ کی علمی عظمت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

لو لا السنتان لهلک النعمان. (۱)

''(امام جعفر صادق کے ہاں گزارے ہوئے) اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت ہلاک ہو جاتا۔''

۴۔ محدّثِ کبیر امام ابو زُرعہ رازی سے سوال کیا گیا کہ

عن جعفر بن محمّد عن أبيه، و سهيل عن أبيه، و العلاء عن أبيه، أيها أصحّ؟

''امام جعفر بن محمد کا اپنے والد سے روایت کرنا، سہل کا اپنے والد سے اور علاء کا اپنے والد سے روایت کرنا (کس درجہ کا ہے) ان میں سے کون سا طریق اَصح ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

لا يقرن جعفر إلى هؤلاء. (۲)

''امام جعفر (جیسے معتبر ترین شخص) کو ان کے ساتھ نہ ملایا جائے۔''

۵۔ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اپنے والد محدّث کبیر ابو حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

---

(۱) محمود شكرى الألوسي، مختصر التحفة الإثنى عشرية: ۸

(۲) مزى، تهذيب الكمال، ۵: ۷۸

ثقة لا يسأل عن مثله.[1]

''ثقہ ہیں ان جیسے شخص کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔''

۶۔ امام ابو احمد بن عدی فرماتے ہیں:

و لجعفر حديث كثير عن أبيه عن جابر عن النبي ﷺ، وعن أبيه عن آبائه، ونسخ لأهل البيت. وقد حدّث عنه من الأئمة مثل بن جريج وشعبة وغيرهما. وهو من ثقات الناس.[2]

''امام جعفر کے پاس بواسطہ اپنے والد، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی اکرم ﷺ سے، (اسی طرح) اپنے والد کے واسطہ سے اپنے آباؤ و اجداد سے کثیر احادیث اور اہلِ بیت (کے طرق) سے کئی نقل شدہ کتب ہیں۔ آپ سے ابنِ جریج اور شعبہ جیسے اجل محدّثین نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کا شمار ثقہ لوگوں میں ہوتا ہے۔''

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ہاں امامِ اعظم کے اِفتاء کی پذیرائی

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ مسجدِ حرام میں بیٹھے فتویٰ دے رہے تھے کہ اس دوران وہاں امام جعفر الصادق تشریف لے آئے اور لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ امام ابو حنیفہ کو معلوم ہوا تو کھڑے ہو کر عرض کیا:

يا ابن رسول الله! لو علمت أوّل ما وقفت لما قعدت وأنت قائم، فقال: اجلس فأفتِ الناس، فعلى هذا أدركت آبائي.[3]

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۸

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۸

(۳) کردری، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۱۱۶

’’اے ابنِ رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے آپ کے یہاں کھڑے ہونے کا علم ہوتا تو آپ کے کھڑے ہوتے ہوئے ہرگز نہ بیٹھتا (نہ لوگوں کو فتوے دیتا۔) آپ نے فرمایا: آپ بیٹھ کر لوگوں کو فتویٰ دیجئے۔ میں نے اپنے آباؤ و اجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے۔‘‘

امام ابو الحسن مدائنی، خلیفہ بن خیاط، زبیر بن بکار اور دیگر ائمہ کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۴۸ ہجری میں ہوا۔[1]

(۱) مزی، تہذیب الکمال، ۵: ۹۷

۵۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا اِمام عبد اللہ بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام عبد الله بن الحسن المثنٰى عن الإمام الحسن المثنٰى بن الحسن المجتبٰى عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

اِمامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام عبد اللہ بن حسن الْمُثَنَّى رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام عبداللہ بن حسن المثنیٰ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: عبد اللہ بن حسن المثنیٰ بن حسن المجتبیٰ بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے اکابر علماء اور شیوخ میں ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ صغریٰ تھیں اور والد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام حسن المثنیٰ تھے۔

امام بخاری، امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی اور امام عسقلانی نے اپنی کتب میں امام عبداللہ بن حسن المثنیٰ کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ امام عبداللہ نے اپنے والد امام حسن المثنیٰ اور اپنی والدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر تابعین سے بھی روایت کیا ہے:

۱۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
۲۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ
۳۔ عبدالرحمٰن بن هُرمُزْ الأَعْرَج
۴۔ عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس
۵۔ ابو بکر بن عمرو حزم رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین [(۱)]

امام موفق بن احمد المکی، امام ابنِ بزاز الکردری اور امام محمد بن یوسف صالحی کی تحقیق کے مطابق امام عبداللہ بن حسن، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں۔ [(۲)]

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۵: ۷۱
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۵: ۳۳
۳۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۴: ۴۱۵
۴۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۵: ۱۶۳

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۴۶
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۷۸
۳۔ صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۷۶

امام عبد اللہ بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام اور محدّثینِ عظام نے امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام مصعب بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدًا من علمائنا يكرمون أحدًا ما يكرمون عبد الله بن حسن بن حسن. (۱)

''میں نے اپنے ہم عصر علماء میں کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کی اتنی تکریم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا وہ عبد اللہ بن حسن بن حسن کی تکریم کرتے۔''

۲۔ امام جریر بن عبد الحمید (۱۸۸ھ) بیان کرتے ہیں:

كان المغيرة إذا ذكر له الحديث عن عبد الله بن الحسن، قال: هذه الروايّة صادقة. (۲)

''جب مُغیرہ بن مِقْسَم کو امام عبد اللہ بن حسن کے طریق سے کوئی حدیث بیان کی جاتی تو وہ کہتے: یہ روایت سچی ہے (اس میں کذب کا کوئی امکان نہیں۔)''

۳۔ امام عبد الخالق بن منصور کہتے ہیں کہ محمد بن عوف انصاری نے یحییٰ بن معین سے حضرت عبد اللہ بن حسن کے بارے میں پوچھا جبکہ میں انہیں سن رہا تھا تو امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

---

(۱) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۹: ۴۳۲

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعديل، ۵: ۳۳

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۵: ۱۶۳

هذا عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علي بن أبي طالب، ثقة. (۱)

''یہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، ثقہ (راوی) ہیں۔''

۴۔ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم (۳۲۷ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم ابوحاتم کو فرماتے ہوئے سنا:

عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علي، ثقة. (۲)

''عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، ثقہ ہیں۔''

۵۔ امام ابنِ حبان نے بھی حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی تصنیف **الثقات** میں ثقہ شمار کیا ہے۔ (۳)

۶۔ حضرت عبداللہ بن حسن المثنیٰ کا ثقاہت میں بلند رتبہ ہونے ہی کی وجہ سے ائمہ سننِ اربعہ امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے اپنی سنن میں ان سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی فرماتے ہیں:

روی له الأربعة. (۴)

''ائمہ سننِ اربعہ نے حضرت عبداللہ بن حسن سے روایت کیا ہے۔''

امام مزی اور زبیر بن بکّار کی تحقیق کے مطابق حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کا ۷۲ سال کی عمر میں کوفہ میں ۱۴۵ ہجری میں وصال ہوا۔ (۵)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۴۳۲

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۵: ۱۶۳

(۲) ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۵: ۳۳

(۳) ابن حبان، الثقات، ۷: ۱

(۴) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۴: ۴۱۷

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۵: ۱۶۳

(۵) مزی، تهذیب الکمال، ۱۴: ۴۱۷

٦۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن المُثَلَّث بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہم سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام الحسن المثلّث بن الحسن المثنٰی عن الإمام الحسن المثنٰی بن الحسن المجتبٰی عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام حسن المُثلّث بن حسن المُثنّٰی رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام حسن المثلث کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: حسن المثلّث بن حسن المجتبیٰ بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ صغریٰ تھیں اور والد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام حسن المثنیٰ تھے اور آپ امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ کے بھائی تھے۔

امام مزی اور عسقلانی نے اپنی کتب میں امام حسن المثلث کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد امام حسن المثنیٰ اور اپنی والدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔[1]

امامِ اعظم، امام حسن مجتبیٰ کے دوسرے پوتے حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے بھی شاگرد ہیں۔ امام صالحی شامی نے عقود الجمان میں امام حسن المثلث کو امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں شمار کیا ہے۔[2]

امام حسن المُثلّث رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام اور محدّثینِ عظام نے ان کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱۔ امام ابنِ حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔[3]

۲۔ امام مزی اور امام عسقلانی کے مطابق امام ابنِ ماجہ نے امام حسن المثلث سے اپنی ''السنن'' میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ امام مزی لکھتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۸۴

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۳۰

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۹

(۳) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۵۹

روى له ابن ماجة حديثًا واحدًا عن أمّه فاطمة بنت الحسين، عن الحسين بن علي، عن فاطمة الكبرى ......[1]

’’امام ابنِ ماجہ نے امام حسن المثلث سے ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین سے، انہوں نے حضرت حسین بن علی سے، انہوں نے سیدہ فاطمہ کبریٰ (بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایک حدیث روایت کی ہے۔‘‘

یہ حدیث امام ابنِ ماجہ نے ’السنن (**كتاب الأطعمة، باب من بات وفي يده ريح غمر**، ۲: ۱۰۹۶، رقم: ۳۲۹۶)‘ میں درج کی ہے۔

امام مزی اور عسقلانی کی تحقیق کے مطابق حضرت حسن المثلث بن حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال ۶۸ سال کی عمر میں ابوجعفر منصور کی قید میں عراق کے علاقہ ہاشمیہ میں ۱۴۵ھ ہجری میں ہوا۔[2]

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۸۹

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۳۰

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۸۶

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۳۰

۷۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن بن زید رضی اللہ عنہ سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام الحسن بن زيد عن الإمام زيد بن الحسن المجتبىٰ عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
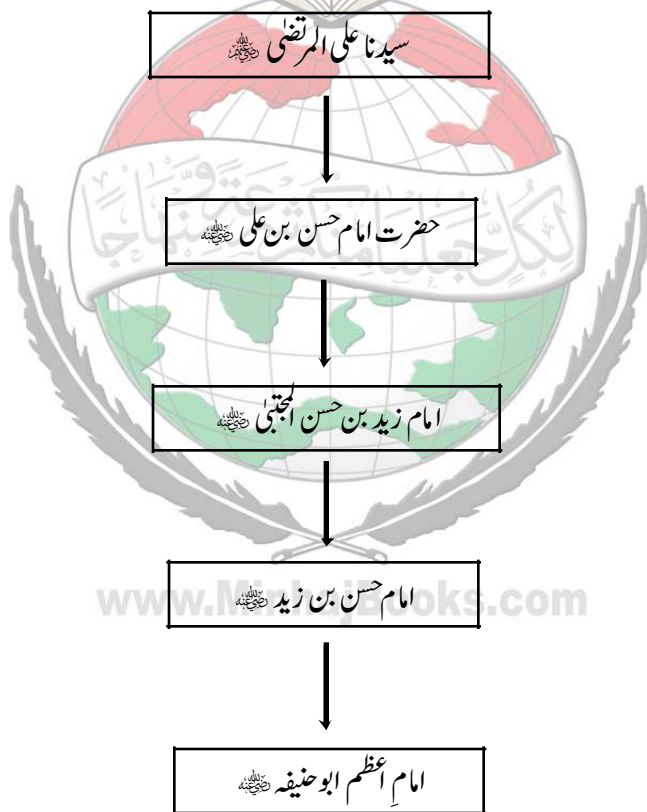
امام حسن بن زید بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کا تعارف

امام حسن بن زید کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی المدنی رضی اللہ عنہم۔ امام حسن الانور بن زید الابلج، سیدہ نفیسہ کے والد ہیں۔ آپ خلیفہ ابو جعفر منصور کے دور میں مدینہ منورہ کے گورنر بھی رہے۔

امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابنِ ماکولا اور مزی نے امام حسن بن زید کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے درج ذیل اکابر تابعین سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں:

۱۔ اپنے والد زید بن حسن مجتبیٰ
۲۔ چچا کے بیٹے عبد اللہ بن حسن
۳۔ عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس
۴۔ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
۵۔ المطلب بن عبد اللہ
۶۔ عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم
۷۔ مسلم بن رباح مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم [(۱)]

صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے **عقود الجمان** میں امام حسن بن زید کو امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں شمار کیا ہے۔ [(۲)]

امام حسن بن زید رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ عظام نے امام حسن بن زید کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۲۹۴
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۱۴
۳۔ ابن ماکولا، الإکمال، ۴: ۱۶
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۱۵۲

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۹

الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے امام حسن بن زید کے بارے میں فرمایا ہے:

کانت عنده أحاديث وکان ثقة.[۱]

''آپ کے پاس کئی احادیث مبارکہ تھیں اور آپ ثقہ تھے۔''

۲۔ امام عجلی (۲۶۱ھ) نے امام حسن بن زید کو ''مدنی ثقة'' لکھا ہے۔[۲]

۳۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے بھی امام حسن الانور کو ثقہ قرار دیا ہے۔[۳]

۴۔ امام عسقلانی اور مزی نے لکھا ہے:

روی له النسائي حديثًا واحدًا.[۴]

''صاحبِ سنن امام نسائی نے امام حسن سے ایک حدیث روایت کی ہے۔''

خلیفہ بن خیاط، ابنِ سعد، ابنِ حبان، ابوحسان الزیادی، مزی، ذہبی اور عسقلانی کی تحقیق کے مطابق حضرت حسن بن زید بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کا وصال ۸۵ سال کی عمر میں مدینہ سے پانچ میل دور مکہ کی طرف حاجر کے مقام پر ۱۶۸ہجری میں ہوا۔[۵]

عوام الناس میں یہی بات معروف ہے کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ صرف امام محمد الباقر

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۸۶

(۲) عجلی، معرفة الثقات، ۱: ۲۹۴

(۳) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۶۰

(۴) ۱۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۴۳

۲۔ مزی، تهذيب الکمال، ۶: ۱۶۲

(۵) ۱۔ مزی، تهذيب الکمال، ۶: ۱۶۲

۲۔ ذهبی، ميزان الإعتدال فی نقد الرجال، ۲: ۲۳۹

۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۴۳

اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں حالاں کہ آپ ان کے ساتھ ساتھ کل ائمہِ اہلِ بیت (جو اس وقت موجود تھے) کے بھی شاگرد ہیں۔ درجِ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امامِ اعظم، سید الشہداء، شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ سید الأمۃ، رَیْحانَۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشۂ زہراء حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے بھی شاگرد ہیں۔ پس جو علم الحدیث بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچا، وہی علم سیدنا علی المرتضیٰ کے شہزادوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوتا ہوا امامِ اعظم تک پہنچا۔ امام ابوحنیفہ نے ائمہِ اہلِ بیت اور خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چراغوں کی روشنی سے بھرپور استفادہ کیا تھا۔

اِن طرق کے علاوہ امامِ اعظم کئی دوسرے طرق سے بھی اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم الحدیث کے وارث تھے جس کو ہم ذیل میں بالتحقیق بیان کریں گے۔

۸۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہم سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام الحسن بن محمّد عن الإمام محمّد (ابن الحنفية) بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
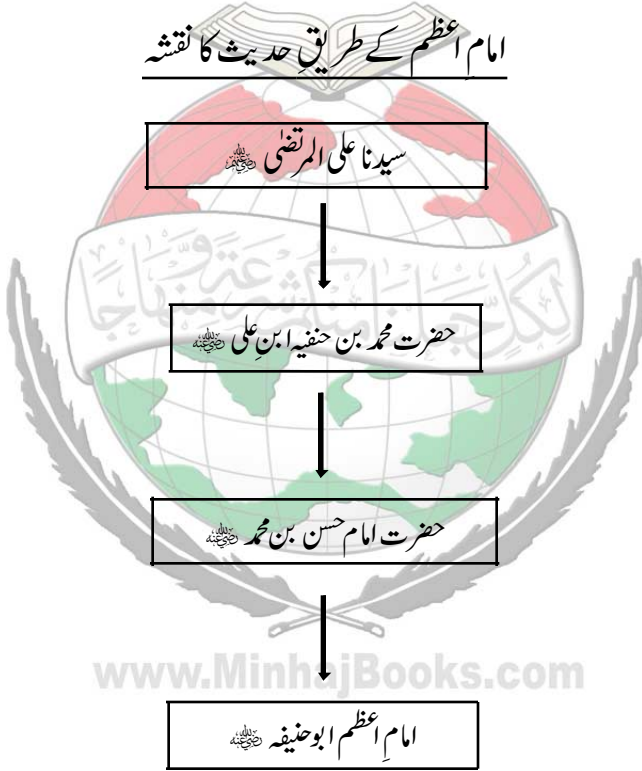
امام حسن بن محمد ابنِ حَنَفِیَّہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دوسری زوجہ بنو حنفیہ میں سے خولہ بنتِ جعفر بن قیس بن سلمہ تھیں جن سے آپ کے صاحبزادے امام محمد بن حنفیہ ہیں۔ لہٰذا اس نسبت سے امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آپ کے بھائی ہیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حسن، امامِ اعظم کے شیخ تھے۔ اس طرح امام حسن کا مکمل سلسلۂ نسب یوں بنتا ہے: ابو محمد حسن بن محمد (ابنِ حنفیہ) بن علی بن ابی طالب الہاشمی العلوی المدنی رضی اللہ عنہم۔ امام حسن بن محمد کی والدہ ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جن کا نام جمال بنتِ قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا۔[1]

امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی کی تحقیق کے مطابق امام حسن بن محمد نے اپنے والد حضرت محمد بن حنفیہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث روایت کی ہے:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۶۔ عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہم
۷۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[2]

امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ کی فہرست میں

---

(۱) عبد الحمید مصطفیٰ، سیرۃ آل بیت النبی ﷺ، ۲: ۳۳۶

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۷
۲۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۸: ۸۰
۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۷۶

امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ کا نام بھی درج کیا ہے۔[1]

امام حسن بن محمد ابنِ حَنَفِیَّہ رضی اللہ عنہم کا علمی مقام و مرتبہ

تابعینِ کرام اور محدّثینِ عظام نے امام حسن بن محمد کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ علم الحدیث کے عظیم سپوت امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (متوفی ۱۲۴ھ) نے امام حسن بن محمد کے علمی مقام کو یوں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

حدّثنا الحسن وعبدالله ابنا محمّد، وكان الحسن أرضاهما في أنفسنا، وفي رواية: وكان الحسن أوثقهما.[2]

’’ہم سے حضرت محمد بن حنفیہ کے صاحبزادوں حسن اور عبد اللہ نے حدیث بیان کی، ان دونوں میں سے حسن بن محمد ہمیں زیادہ پسند ہیں۔ ایک روایت میں امام زہری سے یہ الفاظ مروی ہیں: حسن بن محمد ان دونوں میں ہمارے نزدیک زیادہ ثقہ ہیں۔‘‘

۲۔ محدّثِ کبیر امام عمرو بن دینار المکی (۱۲۶ھ) نے بلند پایہ محدّث امام زہری کے مقابل امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ کے علمی مقام و مرتبہ کو یوں اجاگر کیا ہے:

ما كان الزهري إلا من غلمان الحسن بن محمد.[3]

’’زہری (علمی لحاظ سے) امام حسن بن محمد کے بچوں میں سے تھے۔‘‘

۳۔ امام مسعر بن کِدام (۱۵۳ھ) بیان کرتے ہیں:

---

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۹

(۲) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷۶

(۳) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۶: ۳۱۹

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷۶

كان الحسن بن محمّد يفسّر قول النبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وليس منّا، ليس مثلنا. (۱)

''امام حسن بن محمد، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی ایسی تفسیر کرتے تھے کہ ہم میں سے کوئی نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ ہمارے بیان کی طرح ہوتی۔''

۴۔ امام سفیان ثوری (۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ میں نے عبد الواحد بن ایمن سے پوچھا کہ جب امام حسن بن محمد مکہ تشریف لاتے اور آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے تو ان کے پاس کون سے ائمہ حضرات علمی فیض کے حصول کے لئے آتے؟ انہوں نے فرمایا:

عطاء، وعمرو بن دينار، والزبير بن موسى وغيرهم. (۲)

''عطاء بن ابی رِباح، عمرو بن دینار، زبیر بن موسیٰ اور بہت سارے (اکابر تابعین ان کے پاس حاضر ہوتے)۔''

۵۔ امام محمد بن اسماعیل جعفری آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

وكان حسن من أوثق الناس عند الناس. (۳)

''لوگوں کے نزدیک حسن بن محمد تمام لوگوں میں زیادہ معتبر اور ثقہ تھے۔''

۶۔ خلیفہ بن خیاط (۲۴۰ھ) نے امام حسن بن محمد کو ثقاہت میں اہلِ مدینہ کے ائمہ میں سے ''طبقہ ثانیہ'' میں شمار کیا ہے۔ (۴)

۷۔ امام احمد بن عبد اللہ العجلی (۲۶۱ھ) نے امام حسن بن محمد کو ''تابعی، مدنی اور ثقہ''

---

(۱) مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۹

(۲) مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۹

(۳) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۹

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۷۶

(۴) مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۷

لکھا ہے۔[۱]

۸۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) آپ کے علمی مقام کو ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں:

کان من أعلم الناس بالإختلاف.[۲]

''آپ لوگوں میں سب سے زیادہ (ائمہ کے درمیان علمی و فقہی) اختلاف کو جاننے والے تھے۔''

۹۔ امام دارقطنی (۳۸۵ھ)، امام حسن بن محمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

هو صحيح الحديث، واحتج به أهل الصحيح.[۳]

''آپ صحیح الحدیث ہیں، ائمہ ثقہ نے آپ کو حجت مانا ہے۔''

۱۰۔ امام مزی اور امام عسقلانی کے مطابق ائمہ صحاحِ ستّہ نے اپنی کتب میں امام حسن بن محمد سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

روىٰ له الجماعة.[۴]

''آپ سے (ائمہ صحاح ستّہ کی) جماعت نے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۱: ۳۰۰
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۶: ۳۱۸
(۲) ۱۔ ابن حبان، مشاهیر علماء الأمصار، ۱: ۶۲
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۶: ۳۱۹
۳۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷۶
(۳) ذهبی، میزان الإعتدال فی نقد الرجال، ۸: ۸۰
(۴) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۶: ۳۲۳
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷۶

امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال میں اختلاف ہے، خلیفہ بن خیاط وغیرہ کے مطابق آپ کا وصال ۹۹ ہجری میں ہوا۔(۱)

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ امامِ اعظم کو امام حسن اور حسین کے بھائی محمد بن حنفیہ کے طریق سے بھی بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم الحدیث حاصل ہے۔

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۲۲

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۷۶

۹۔ امامِ اعظم ﷜ کا امام جعفر بن تَمَّام بن عباس ﷜ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام جعفر بن تَمَّام عن الإمام تَمَّام بن عباس عن سيدنا عباس بن عبد المطلب ﷺ

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام جعفر بن تَمَّام رضی اللہ عنہ کا تعارف

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کے پوتے اور حضرت تَمَّام کے بیٹے جعفر رضی اللہ عنہ بھی امام اعظم کے شیوخ میں سے ہیں۔ رشتہ کے لحاظ سے امام جعفر، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم چچازاد ہیں۔ حضرت جعفر کا سلسلۂ نسب یوں ہے: جعفر بن تمام بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی المدنی رضی اللہ عنہ۔ ان کی والدہ کا نام عالیہ بنت نُہَیک بن قیس بن معاویہ تھا۔

امام بخاری اور ابنِ ابی حاتم کے مطابق حضرت جعفر نے اپنے والد تَمَّام بن عباس سے روایتِ حدیث کی ہے۔[1]

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے امام جعفر بن تمام کا نام امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں درج کیا ہے۔[2]

امام جعفر بن تَمَّام رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ کرام نے ان کے بلند پایہ علمی مرتبے اور ثقاہت کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے اہلِ مدینہ کے تابعین کے تیسرے طبقہ میں امام جعفر بن تمّام کا ذکر کیا ہے۔[3]

۲۔ محدّثِ کبیر امام ابو زُرعہ رازی (۲۶۴ھ) سے حضرت جعفر بن تمام کے بارے

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۱۸۷
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۴۷۵

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۸

(۳) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۵: ۳۱۶

میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ’’وہ مدنی ثقہ ہیں۔‘‘(۱)

۳۔ صاحب الصحیح امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے اپنی کتاب ’’الثقات‘‘ میں حضرت جعفر بن تمام کا ذکر کیا ہے۔(۲)

خلاصۂ بحث

امامِ اعظم تاریخِ اسلام کی وہ واحد معروف علمی شخصیت ہیں جو نہ صرف خلفائے راشدین المھدیین، صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کے علم الحدیث کے جامع ہیں بلکہ آپ امام محمد الباقر، امام زید بن علی، امام عبداللہ بن علی، امام جعفر الصادق، امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ، امام حسن المثلث بن حسن المثنیٰ، امام حسن بن زید، امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ اور امام جعفر بن تمّام بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے عظیم ائمہ اہلِ بیت کے ذریعے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ یہ اَسانید اعلیٰ اور ارفع ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد اور یکتا بھی ہیں کہ امامِ اعظم کے علاوہ روئے زمین پر فقہ و حدیث کا کوئی اور امام براہِ راست ان مقدس شخصیات سے علمی خوشہ چینی کا دعوے دار نہیں۔ ان سلاسلِ عظیمہ سے نسبت کی بدولت آپ علمِ اہلِ بیت اور فیضانِ اہلِ بیت کے بھی وارث ہیں۔

ائمہ اہلِ بیت کے طریق سے بیان کردہ سند بھی باعثِ برکت ہے

سنن ابنِ ماجہ میں ایک حدیثِ مبارکہ مروی ہے جس کی سند امام علی بن موسیٰ رضا سے لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کے راوی ابوصلت عبدالسلام بن صالح الھروی نے اس حدیث کی مقدس اور بابرکت سند کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اگر صرف اس سند کو ہی پڑھ کر کسی

---

(۱) ۱۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۲: ۴۷۵

۲۔ عسقلانی، تعجيل المنفعة، ۱: ۷۰

(۲) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۳۲

پاگل کو دم کر دیا جائے تو اسے شفا نصیب ہوجائے گی۔ امام ابنِ ماجہ کے طریق سے بیان کردہ اس سند اور راوی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِ السَّلامِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ''الإِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالأَرْكَانِ.''

قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: لَوْ قُرِئَ هَذَا الإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ. (۱)

''ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی سے مروی ہے، (انہوں نے کہا:) ہم سے امام علی بن موسیٰ رضا نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے روایت کیا، انہوں نے امام جعفر بن محمد الصادق سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر سے، انہوں نے امام علی بن حسین زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد امام حسین ﷛ سے، انہوں نے حضرت علی المرتضٰی ﷛ سے روایت کیا، انہوں نے (حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے) کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان دل سے پہچاننے، زبان سے اقرار کرنے اور ارکانِ (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔''

''(راوی) ابوصلت ہروی نے (اس سند اور متن کو نقل کرنے کے بعد) کہا ہے:

اگر یہ سند پاگل پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے۔''

---

(۱) ۱۔ ابن ماجة، السنن، كتاب المقدمة، باب في الإيمان، ۱: ۲۵، رقم: ۶۵
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۲۲۶، رقم: ۶۲۵۴
۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۱: ۴۷، رقم: ۱۶
۴۔ كناني، مصباح الزجاجة، ۱: ۲۱، رقم: ۲۳

سندِ حدیث پر اعتراض کے جوابات

۲۹ مارچ ۲۰۰۵ء بروز بدھ تحریکِ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر ایک عظیم الشان ''امامِ اعظم رضی اللہ عنہ امام الائمہ فی الحدیث'' کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں اہلِ علم کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ اس کانفرنس کے بعد ایک صاحب نے راویِ حدیث ''ابوصلت ہروی'' کے بارے میں ہمیں ایک خط لکھا کہ ''میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ابوصلت ہروی کے ضعف پر محدّثین متفق ہیں، لہٰذا اس کی وضاحت کریں۔''

ہم نے انہیں جواباً لکھا کہ ابوصلت ہروی نے چونکہ اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایات بیان کی ہیں اس وجہ سے بعض احباب نے ان کو شیعہ سمجھا اور ان کی ثقاہت وصدق کو ضعف قرار دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکابر ائمہِ حدیث وفنِ رجال نے اُن کو صدوق، ثقہ، ضابط اور صالح قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں عظیم نقاد محدّثین کی تصریحات مع حوالہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ناقدینِ حدیث کے امام یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ)، ابو صلت ہروی کو ثقہ اور صدوق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایسا شخص نہیں ہے جس کو جھٹلایا جائے۔(۱)

۲۔ امام دارقطنی نے انہیں 'ثقہ' اور امام احمد بن حنبل نے انہیں 'صدوق' کہا ہے۔(۲)

۳۔ امام المحدّثین احمد بن عبد اللہ عجلی (۲۶۱ھ) نے انہیں ثقہ کہا ہے۔(۳)

۴۔ امام ابو داوٗد (۲۷۵ھ) نے انہیں ''ضابط'' قرار دیا ہے۔(۴)

۵۔ امام حاکم نے بھی امام یحییٰ بن معین کا قول دہرایا ہے۔(۵)

(۱) ذهبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۴: ۳۴۸

(۲) سیوطی + عبدالغنی + فخر الحسن دهلوی، شرح سنن ابن ماجه، ۱:۸

(۳) عجلی، معرفة الثقات، ۲: ۹۴

(۴) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۶: ۲۸۶

(۵) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۶: ۲۸۶

۶۔ امام ابوسعید ہروی سے دو بار اِن کے بارے میں پوچھا گیا، لیکن انہوں نے سکوت اختیار کیا۔(۱)

۷۔ امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے ابوصلت ہروی سے روایت کیا ہے۔(۲)

۸۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ یہ مشرباً شیعہ تھے لیکن محدّثین نے ان کی روایات کو صدق کے ساتھ متصف کیا ہے۔(۳)

۹۔ امام ذہبی نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے: ’’صالح شخص ہیں۔‘‘(۴)

خطیب بغدادی نے ابوصلت ہروی کے بغیر اسی سند کو بیان کیا ہے

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوصلت ہروی کا یہ جملہ اس حدیث کے متن پر نہیں بلکہ سند پر ہے۔ اسی سند کو بعینہٖ خطیب بغدادی نے ابوصلت کے بغیر ایک دوسرے راوی محمد بن سہل بن عامر بجلی کوفی سے روایت کیا ہے۔(۵)

ابوصلت ہروی کے بارے میں ائمہ محدّثین کی تصریحات اور خصوصاً محمد بن سہل کی بیان کردہ اسی اسناد کے بعد نہ تو شک وشبہ کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اشکال باقی رہا ہے لہٰذا ہم اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں اور اس سند کے توسط سے شفا اور برکت کے حصول کو جائز مانتے ہیں۔ جہاں تک امامِ اعظم کے اِن تمام ائمہ اہلِ بیت سے علمی فیض یاب ہونے کا تعلق ہے تو اگر سندِ ائمہِ اہلِ بیت کے اسماء کے توسل سے شفا اور برکت حاصل کی جاتی ہے تو اُن مقدس و روحانی ہستیوں کی قربت وصحبت کے فیوض و برکات کا

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۶: ۲۸۶

(۲) سيوطی + عبدالغنی + فخر الحسن دهلوی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۸

(۳) سيوطی + عبدالغنی + فخر الحسن دهلوی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۸

(۴) ذهبی، ميزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۴: ۳۴۸

(۵) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱: ۲۵۵

عالم کیا ہوگا؟ یقیناً پورے عالمِ اسلام میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی وہ واحد ہستی ہیں جنہیں اپنے دور میں ان تمام ائمہِ اہلِ بیت کی قربت نصیب ہوئی جس کی بدولت آپ علمِ اہلِ بیت اور فیضِ اہلِ بیت کے گراں قدر انعامات سے سرفراز ہو کر ''امامِ اعظم'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔

مآخذ و مراجع

۱۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ التاریخ الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ منهاج السنة النبوية۔ قاہرہ، مصر: مؤسسۃ قرطبہ، ۱۴۰۶ھ۔

۴۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ صفة الصفوة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۵۔ **ابن ابی حاتم**، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔ الجرح و التعديل۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

۶۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۷۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ مشاهير علماء الأمصار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۵۹ء۔

۸۔ **ابن حجر ہیتمی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ الخيرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۹۔ **ابن حجر ہیتمی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ الصواعق المحرقة على أهل الرفض و الضلال

و الزندقة۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۷ء۔

۱۰۔ **حصکفی**، صدر الدین موسیٰ بن زکریا (۶۵۰ھ)۔ **مسند الإمام الأعظم**۔ کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ مرکزِ علم و ادب۔

۱۱۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۲۔ **ابنِ خلکان**، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفیات الأعیان و أنباء الزمان**۔ بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۱۳۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تذکرة الحفاظ**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۴۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **الکاشف في معرفة من له روایة في الکتب الستة**، جدہ، سعودی عرب: دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۶۔ **ابوزہرة**، محمد۔ **أبو حنیفة: حیاته و عصره۔ آراؤه وفقهه**۔ دار الفکر العربی۔

۱۷۔ **سبط ابن جوزی**، ابومظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بغدادی (۶۵۴ھ)۔ **تذکرة الخواص**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ أہل بیت، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۸۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۹۔ **سلیمان بن خلف الباجی**، ابو ولید ابن سعد (۴۰۳۔۴۷۴ھ)۔ **التعدیل و التجریح**۔ ریاض، سعودی عرب: دار اللواء للنشر، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۲۰۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ شرح سنن ابن ماجه۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۲۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۲۳۔ **شبلنجی**، مومن بن حسن مومن۔ نور الأبصار فی مناقب آل بيت النبي المختار ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۲۴۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۲۵۔ **صیمری**، ابو عبد اللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنيفة وأصحابه، حیدر آباد، بھارت، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۲۶۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۲۷۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الإنتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۸۔ **عبد الحفیظ فرغلی، حمزہ نسترنی، عبد الحمید مصطفیٰ**۔ سيرة آل بيت النبي ﷺ۔ المكتبة القيمة۔

۲۹۔ **عجلی**، ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح کوفی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)۔ معرفة الثقات۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۰۔ **ابن عساکر،** ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاريخ مدينة دمشق۔ بيروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۳۱۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الإصابة في تمييز الصحابة۔ بيروت، لبنان: دار الجيل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۳۲۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔ بيروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۳۳۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تهذيب التهذيب۔ بيروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء

۳۴۔ **علائی،** ابو سعید بن خلیل بن کیکلدی (۶۹۴۔۷۶۱ھ)۔ جامع التحصيل في أحكام المراسيل۔ بيروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۳۵۔ **کردری،** محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز (۸۲۷ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۳۶۔ **کلاباذی،** ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری (۳۲۳۔۳۹۸ھ)۔ رجال صحيح البخاري۔ بيروت، لبنان: دار المعرفة، ۱۴۰۷ھ۔

۳۷۔ **کنانی،** احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه۔ بيروت، لبنان: دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۸۔ **ابن ماجہ،** ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بيروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۹۔ **ابن ماکولا،** علی بن ھبۃ اللہ بن ابی نصر (۴۲۲۔۴۷۵ھ) ۔ **الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الأسماء والکنی والأنساب۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۴۰۔ **محمود شکری آلوسی۔ مختصر التحفۃ الإثنی عشریۃ۔**

۴۱۔ **مزی،** ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تھذیب الکمال۔ بیروت، لبنان:** مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۲۔ **مسلم،** ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الکنی والأسماء۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۴۰۴۔

۴۳۔ **مقریزی،** ابو محمد تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر شافعی (۷۶۶ھ۔ ۸۴۵ھ)۔ **المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار۔**

۴۴۔ **ابن منجویہ،** ابو بکر احمد بن علی الاصبہانی (۳۴۷۔ ۴۲۸ھ)۔ **رجال مسلم۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۷ھ۔

۴۵۔ **موفق،** ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ **مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ۔** کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۴۶۔ **ابو نعیم اصبہانی،** احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء۔ بیروت، لبنان:** دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۷۔ **نووی،** ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **تھذیب الأسماء واللغات۔ بیروت،** لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔